ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

پیشگی

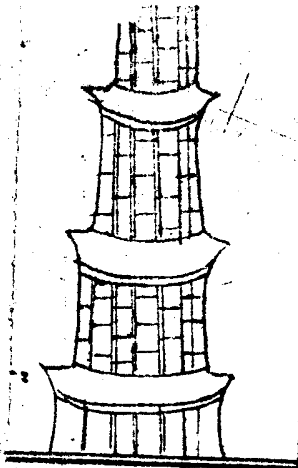
جلد ۱۵ نمبر ۳

الحکم

۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب عرفانی

(قادیان دار الامان)



دوا اپنی شفا میں غرض ...

... ہر ہفتہ کو چہار در قادیان سے ...

... قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کو کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت۔ اور شفا**۔ ہدیہ فی پارہ صرف (ایک روپیہ) عہ

نوٹ:۔ ساتوں پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (ﷲعہ) مع محصولڈاک۔

درخواست کرنے پر دفتر الحکم قادیان سے مل سکتے ہیں فوراً منگاؤ اور نفع دارین حاصل کرو

غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو کوئی دعویٰ نہیں مگر کیونکر آپ استثنا الامن ارتضیٰ من رسول میں داخل ہو کر آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھکو غیب خداوندی پر پوری اطلاع ہوتی ہے۔ یعنے وہ اطلاع جو اخیر آیات میں رسول کے لئے مذکور ہے آپ کی ان دونوں قولوں میں تو بڑا تناقض واقع ہے۔ کہ آپ کو رسول مرتضیٰ ہونیکا دعویٰ بھی نہیں ہے۔ معہذا آپ پورے طور پر غیب خداوندی پر مطلع ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ یعنی رسول مرتضیٰ ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کسی اس آیت پر آپ کا ایمان نہیں۔ دو تناقض کا ہونا الہامی میں ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا کلا وحاشا!!

پس آیت میں کوئی تناقض واقع نہیں ہے۔ آپکا شیطان ملہم ہی جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھوڑے پر سے گرجانے میں۔ اور اس آپ کی پیشین گوئی سے دو نشان ہمارے لئے واقع ہوئے۔ اول تو آپ کے شیطان ملہم کا جھوٹا ہونا۔ دوسرا یہ کہ حضرت اقدس جری اللہ کا ایک مکاشفہ پورا ہوا۔ یعنی یہ مکاشفہ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے۔ جسکے سبب سے کئی بیماریاں حضرت خلیفۃ المسیح کو وارد ہوگئیں۔ اور آپ کے شیطان نے استراق سمع کر کر اور آپ کو اغوا کر کر جھوٹا کر دیا۔ اور یاد رکھیئے کہ جب تک کسی ملہم کی صداقت دلایل شرعیہ یقینیہ سے ثابت ہو جاوے۔ تب تک اس کا الہام حجت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ دو سنت کے واسطے حضرت قبلہ کے پاس نہیں آ سکتے تو میری ہر ایک بات کا جواب جو اس خط میں تحریر کی گئیں ہیں علمی جواب دیویں۔ ورنہ ایسے الہامات شیطانی اور خوابوں سے کونسا نتیجہ آپ کو حاصل ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین کے آپ مصداق بنجائیں۔ بلکہ آپ بن گئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مقام احد میں شیطان نے سبکے کان تک یہ آواز پہونچا دی تھی۔ کہ الا ان محمدًا قد قتل اور پھر بعض ضعیف الایمان لوگوں کے پیر بھی اکھڑ گئے تھے۔ اور آن حضرت صلعم کے دو ایک دندان مبارک بھی شہید ہو گئے تھے۔ اور دو ایک چوٹیں بھی سخت آگئی تھیں۔ مگر اس آواز شیطانی کا جواب اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے کیا نہیں ملا تھا۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم ومن ینقلب علے عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے شیطان ملہم کے استراق سمع سے کوئی رکن سلسلہ احمدیہ کا فوت بھی ہو جاوے۔ تب بھی اس سلسلہ حقہ کی بنیاد ایسے دلایل قاہرہ کتاب وسنت سے اور نیز نشانات آسمانی اور زمینی سے مستحکم اور مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ کسی کی موت اور فوت سے اس کو جنبش بھی نہیں ہو سکتی۔ کما قال اللہ تعالےٰ فلن یضر اللّٰہ شیئًا

چہ جائیکہ وہ غلطہ شیطانی جھوٹا ہی ہو جاوے۔ لہذا پھر میں عرض کرتا ہوں کہ از برائے خدا آپ ایسے استراق سمع شیاطین پر فخر اور ناز نہ فرمایا کریں۔ چہ جائیکہ وہ استراق سمع وقوع میں بھی نہ آوے۔ اور اس میری تحریر کو بڑے غور وفکر اور تدبر سے پڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ

تنبیہ:۔ اور ہم جو ذلت موت وفوت مخالفین و معاندین کو ان کے بطلان کی دلیل گردانتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مابین فریقین کے مباہلات واقع ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ کب واقع ہوا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے رویا میں بھی آپ تو دعائیں کر رہے ہیں۔ پس فنجعل لعنت اللّٰہ علے الکاذبین کی وعید بھلا پھر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ ان مباہلات واقعہ میں اور آپ کی ان دعاؤں میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس تحریر میں وہ فرق جو درمیان ایسے مدعی کے جسکے دعاوی دلایل قاہرہ سے ثابت ہوں۔ اور درمیان اقوال ایسے شخص بے علم کے جسکا کوئی دعویٰ ہی نہ ہو واقع ہیں میں نے ان کو واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ اور نیز وہ تفاوت جو درمیان استراق سمع اور الہامات ربانی کے واقعہ ہے اس کو کھولکر لکھ دیا ہے۔ اور نیز وہ ذلت موت وفوت کی جو مباہلے سے مخالفین پر واقع ہوں۔ اور وہ موت جو بغیر مباہلے کے واقعہ ہو۔ جو کچھ ان دونوں امروں میں فرق ہے اس کو بھی نظائر اور شواہد کتاب وسنت سے وضوح کے ساتھ واضح کر دیا ہے اور مجابہ الحق وزہق الباطل کا نظارہ آپ کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ لہذا اب آپ پر لازم ہے کہ بموجب اپنے رویا کے الباطل کو چھوڑ دیں۔ اور الحق کو اختیار کریں۔ اور بموجب ہدایت اپنی رویا کے بڑی محبت کیساتھ ہم سے بغلگیر ہو جائیے۔ وما علینا الا البلاغ ورنہ ویل یومئذ للمکذبین سورہ المرسلات میں دس مرتبہ موجود ہے۔ آپ اس ویلوں کے مستحق ہو جاوینگے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والسلام علے من اتبع الھدیٰ!!

خاکسار۔ سید محمد یعقوب فرزند حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن احمدی امروہی رضی اللہ عنہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ بیعت

از خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حسین۔ ایم۔ اے۔ ایس۔ سابق مالک رسالہ اشاعۃ امرتسر

بیعت ڈاکٹر ما است بگو خضرا سے
ملت مہدی معہود دُر دیگر سُفت
چوں سر خامہ نگوں گشت بہ ترطاس خیال
کلک بنوشت کہ اللّٰہ گل تازہ شگفت

۲۰۔ جنوری ۱۹۱۱ء کی دوپہر جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے گذشتہ ایام میں حضرت کو درد شقیقہ کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن طبی تشخیص سے معلوم ہوا۔ کہ وہ شقیقہ نہیں۔ بلکہ پہلے زخم کا کسیقدر مواد ردیہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے اندر ہی اندر اپنا راستہ بنا لیا۔ جسکی وجہ سے سخت درد ہوتا رہا اور ٹکور کے ساتھ ساتھ آنی آرام بھی ہو جاتا رہا۔ مگر حضرت کی طبیعت اس سے مضمحل ہوتی رہی۔ آخر حضرت نے تجویز کی کہ بعض ڈاکٹر صاحبان کو بلا کر مشورہ کرنا چاہیئے کہ کیا باعث ہے۔ ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب اس غرض کے لئے گذشتہ اتوار کو دارالامان پہونچے۔ انہوں نے بھی تشخیص کیا کہ مادہ باقی ہے۔ اس کو نکالنے کیلئے اپریشن کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسرے ڈاکٹروں سے بھی اگر مناسب ہو مشورہ کر لیا جاوے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر الہی بخش صاحب کی تو پہلے سے یہ رائے تھی۔ بہرحال اپریشن جدید کے لئے پھر وہی اختلاف رائے احباب میں ہونے لگا۔ حضرت کے متبعین نو خصوصیت سے اس امر کے مخالف تھے کہ جدید اپریشن ہو۔ ان کی وجہ مخالفت صرف مولوی صاحب کا ضعف اور نقاہت تھی۔ بالآخر ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اوپریشن کر دیا۔ اوپریشن کے وقت حضرت کو کلورا فارم سونگھایا گیا۔ یہ امر نہایت ہی چابکدستی اور صفائی سے ہوا۔ چیرا دینے پر اس میں سے پیپ نکلی اور حضرت کو گونہ آرام اور سکینت معلوم ہوئی ہوش آنے پر دریافت کیا کہ کہتے ہیں کلورا فارم دینے سے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ کیا مجھ سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ احباب نے عرض کیا کوئی نہیں۔ آپ تو اسقدر عرصہ بالکل خاموش رہے۔ ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے عرض کیا کہ دراصل مے نوش اور نشوں کے استعمال کرنیوالے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ جنکا اندرونہ گندا اور خیالات ناپاک ہوتے ہیں۔ میرے لئے یہ مضمون بھی حضرت کی پاک سیرت پر غور کرنے کے قابل تھا۔ کہ بیماری تو پہلے ہی انسان کی بناوٹ اور تصنع کو دور کر دیتی ہے۔ اب اس کو کلورا فارم کے عمل سے بالکل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک مقدس اور مطہر قلب دیا ہے۔ اور آپ کے دماغ میں بجز اعلیٰ درجہ کی معرفت اور خدا شناسی کے دوسرے خیالات ہی نہیں۔ اس لئے اس بے ہوشی کی حالت میں آپ کے دماغ پر

پوری سکینت اور اطمینان کا غلبہ تھا

کوئی ایسی بات آپ کی زبان سے نہیں نکلی جو پراگندہ خیالات کا نتیجہ ہو سکتی۔ عمل جراحی کے بعد دوسرے دن آپ کو سخت تکلیف رہی۔ غذا بالکل بند ہو گئی طبیعت میں اشتہا باقی نہیں۔ اگر کچھ دیا بھی تو قے ہو گیا۔ یہ قے ڈاکٹروں کے نزدیک کلورا فارم کے عمل کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۱ء کو آپ کو

بیان شریف مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء

کثرت کے ساتھ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

پڑھتے تھے۔ اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ۔

اس وقت بے حد تکلیف تھی۔ یہانتک کہ ایک دو مرتبہ یہ بھی کہا کہ کلورا فارم ہی سنگھا دو۔ مگر دوں کلورا فارم کے زخم کو دھو یا گیا۔ آج سے آپ کی تکلیف بڑھنی شروع ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ اور بخار کیساتھ ہی ماسٹر ہ نے حملہ کیا۔ ۱۸ کو مناسب سمجھا گیا کہ لاہور سے اپنے ڈاکٹروں کو مشورہ کے لئے بلایا جاوے۔ اس پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کسی یورو پین سول سرجن کو بھی بلایا جاوے۔ تاکہ مشورہ میں اور بھی مضبوطی ہو۔ اس رائے کو احباب نے پسند کیا اور فوراً اس کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۴ء کو میڈیکل کالج لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ہرڈ کو ہمارے احباب نے منتخب کر کے بھیجا۔ خود ڈاکٹر صاحبان نے رخصت کیلئے از حد کوشش کی مگر انہیں رخصت نہیں مل سکی۔ تاہم انہیں ثواب ہو گیا۔ ڈاکٹر ہرڈ نے بعد دوپہر حضرت کو دیکھا۔ اور ہر طرح اطمینان ظاہر کیا۔ نبض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبض تو جوانوں کی سی ہے۔ جیسے تیس سالہ جوان ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں میں نے نبض کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی۔

دراصل حضرت کی قوت کسی غذا پر منحصر نہیں رہی۔ بلکہ یہ قوت نورانی نتیجہ ہے اس تعلق کا جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ آپ خدا کی معرفت کے جام سے ہی سرشار اور سیر رہتے ہیں۔ حضرت کی علالت میں ہی یہ مضمون بھی ہمنے مشاہدہ کیا کہ **بیمار کو اللہ ہی کھلاتا اور پلاتا ہے**۔

بہر حال ڈاکٹر ہرڈ اپنا مشورہ دیکر اور آج زخم کو دھو کر پٹی درست کر کے ضروری ہدایات متعلقہ علاج وغیرہ دیکر چلا گیا۔ رات حضرت کو سخت بے خوابی اور کرب رہا۔ رات کے آخری حصہ میں آپ نے قلم دوات منگوا کر کچھ لکھا۔ اور دو جدا جدا لفافوں میں بند کر کے اپنا انگوٹھا سیاہی سے لگا دیا۔ ہم نہیں جانتے ان لفافوں میں

کیا راز سربستہ ہے

مگر اس سے حضرت کی احتیاط کی کیسی درخشاں نظیر پائی جاتی ہے۔ ان کرب کی گھڑیوں میں بھی آپ نے جو مناسب وقت سمجھا لکھا۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریر بہر حال ہمارے لئے بابرکت اور مفید ہے۔ جسکا اپنے وقت پر اظہار ہو گا۔

اس وقت میں سطور لکھ رہا ہوں حضرت کی طبیعت بدستور ناساز اور مضمحل ہو رہی ہے۔ ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اور ورم اگرچہ چہرہ پر کسیقدر کم ہو گیا ہے۔ مگر وہ نیچے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت کی دماغی حالت اس وقت تک خدا کے فضل سے بہت درست اور صحیح ہے۔ خدا کے فضل سے ہر قسم کی بھلائی کی امیدیں ہیں۔ وہ جدھر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نکلسن دجال کو اپنے دعاوی میں کاذب ثابت کر دیا۔

ہمارے احباب کے قلوب کو خوشی یہ ہے کہ اس کرب میں بھی آپ کی

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی

جس سے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناخدائے قوم کو جلد شفا دیوے۔ (آمین)

جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹ اور ۲۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے قریب محولہ بالا کاغذ لکھے اس وقت بعض خدام کو موقعہ ملا کہ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت متقی اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے حضوصاً اسے محبت ہے۔ اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی ان کے متکفل ہیں۔ نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو مضبوط پکڑو اور اپنے بس میں کر لو

یہ ارشاد اور نصیحت ایسی جامع اور مختصر ہے کہ اس پر صفحوں کے صفحے لکھے جاسکتے ہیں۔ توکل علی اللہ کی کیسی تعلیم آپ نے دی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عملی رنگ میں تمہارا محبوب۔ معبود۔ اور مقصود ہو جاوے۔ اور تم اس پر ایسا عمل کرو کہ گویا یہ عمل تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہی ہو گا۔

من کان للہ کان اللہ لہٗ

جو اس کا ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسے وجود کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ سچے معنوں میں اس کی خادم ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقی طور پر اس کا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کو عملی رنگ میں خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ اور فی الواقعہ ہمنے دیکھا ہے کہ آپ کا یہی مشغلہ ہے۔ ایسی حالت میں کہ دوسرے انسان یہی یقین کرتے ہوں کہ شاید آپ کا آخری وقت ہے۔ یہ تعلیم بتاتی ہے کہ آپ دنیا میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوع انسان کے لئے آپ کس عمل کو مفید اور موثر۔ اور مبارک جانتے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ لاہوری دوستوں کو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جس وقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بغرض ... کیلئے لکھوا رہے تھے میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھکر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجودہ نے بتایا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دونگا یا سنا دونگا۔ بہر حال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار کا مناسب موقعہ دیکھکر جو فرمایا ہے امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئیگی۔ اس پر مفصل پھر لکھونگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرہ (سرخ بادی) جو کہ دوبارہ چہرہ پر ہو گیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے اور بھی ترگیا ہے طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں۔ ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونے لگا تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے آپ نے جواب فرمایا کہ **میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے** پھر اسکے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاوں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا میں نے بہت کمایا بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں کہ گھر آئیں ایمان نہ جائے ہر پھر بہت دفعہ درد انگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جاوے۔ پھر کئی بار فرمایا اللّٰہم ارض عنی۔ اللّٰہم ارض عنی۔ اللّٰہم ارض عنی اسکے بعد میں نے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہانتک سنا چکا تو فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت راضی ہونگا۔ اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں مجھے طمع نہیں پھر فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رزق دیتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ خبردار جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اس میں تمہاری عزت باقی رہنے کی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دل کی طمع سے حکم نہیں دیا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نماز پڑھو۔ بہت مسلمانوں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دوستوں کیلئے دعا کرو پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھدیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا جاؤ خدا کے سپرد ۔ + !

مرتد ڈاکٹر کی بیحیائی اور عذر نامعقول

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اکدن ندامت آنے والی ہے

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانے دجال) کو حضرت خلیفۃ المسیح کے مقابلہ میں جو ذلت اور شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئیے تھا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈر جاتا۔ اور حق کو قبول کرتا۔ مگر نہیں معلوم اس کی شامت اعمال۔ ابھی کب تک اسکو ذلیل و خوار کرے گی۔

۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی تاریخ مقرر کی۔ اور دوستوں دشمنوں میں اس نے شہرت دی۔ آخر تک وہ اسی پر مصر رہا کہ یہ واقعہ اسی رنگ میں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے

کانے دجال کو جھوٹا ثابت کیا

اب جبکہ اس کے بعض دوستوں نے بھی اس کو شرمندہ کیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا۔ اس نے جو عذر بیان کیا ہے۔ وہ یہی نہیں کہ سراسر نامعقول اور ڈھٹائی پر مبنی ہے۔ بلکہ ایک سلیم الفطرت انسان بے اختیار کہہ اٹھیگا کہ ایسے عذرات کسی سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتے۔

مجھے پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا۔ کہ جناب مرزا حمید بیگ صاحب (جو غیر احمدی ہیں۔ اور فوج میں کپتان کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اور ہر طرح قابل اعتماد اور ذی عزت بزرگ ہیں) نے مرتد ڈاکٹر کو اس پیشگوئی کے غلط ہونے پر ملزم کیا تو جو جواب ڈاکٹر نے دیا وہ اس قابل ہے کہ اُسے دانشمند لوگوں کیلئے چھاپ دیا جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اخبار (پیسہ) دیکھ لو۔ میری خواب تو سچی نکلی۔ چنانچہ اخبار مذکور میں لکھا ہے۔ کہ

۱۱۔ جنوری کو ڈاکٹر جمع کئے گئے اور مولوی صاحب کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں اور کیا پتہ کہ مر گئے ہوں اصل میں مرزائیوں نے اسبات کو چھپا لیا ہے"

مرتد ڈاکٹر نے اس میں جس دجل اور بیحیائی سے کام لیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ میں یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس میں امر نے ایڈیٹر پیسہ پر ضرور افترا کیا ہے۔ **کانا دجال** کہتا ہے کہ حضرت کو نعوذ باللہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے اور یہ پیسہ میں درج ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی شرافت اور **غیرت باقی ہے۔ تو اخبار پیسہ کی تاریخ اور نمبر کا** اعلان کرے جس میں یہ لکھا گیا ہو کہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا اس قسم کی بے سروپا باتیں کرنے سے اُسے کیا حاصل ہے؟۔ اس قسم کی مجنونانہ باتیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی ہیں اور

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کی مصداق ہیں۔ اس سے بڑھکر جو اظہار حماقت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

واقعہ وفات کو مرزائیوں نے چھپا لیا ہے

کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کا امام اور مطاع ہے۔ جس کی زندگی اور موت ایک کثیر مخلوق پر اثر رکھتی ہے اس کا واقعہ وفات مخفی رہ سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی قادیان جیسے گاؤں میں العجب ثم العجب!!!

میں مرتد ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کے پاس آکر کوئی شخص ایسی بات کرے۔ تو

وہ اُسکے متعلق کیا رائے قایم کرے گا؟

ڈاکٹر کیطرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاکھوں ہی دشمن ہیں۔ آریہ اس کے دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن۔ مسلمان اس کے دشمن! پھر اسقدر دشمنوں کی موجودگی میں یہ کارروائی ہو سکتی ہے؟ اور پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ اخفا ایکدن نہیں ایکدن نہیں۔ اس پر دو ہفتہ کے قریب گذر گئے۔ اور ابھی تک حقیقت نہ کھلی۔

میں جناب مرزا حمید بیگ کی خدمت ہی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر کو مجبور کریں اور اُسے قادیان میں لائیں۔ تاکہ وہ آکر دیکھے کہ

نور الدین زندہ ہے

جب وہ یہاں آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا تو اُسے اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ **یہ مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ ہے**

جو احمدی جماعت سے ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں تو (خاک بدہنش) حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو چکا۔ مگر یہاں کرشمہ قدرت اسے کچھ اور نظر آئیگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ **وہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرے**

غرض مرتد ڈاکٹر کے لئے اب ہر طرح پر ذلت کی مار پڑ رہی ہے، اور اسے یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ

مسیلمہ کذاب صدیق کے ہاتھ پر ہلاک ہوا۔

اس قسم کے بیہودہ عذرات اب کام نہیں دے سکتے۔ اس کو صاف طور پر اس امر کا اقرار کر لینا چاہئیے کہ وہ شیاطین کے پنجہ میں اسیر ہے۔ اور اس کو صدق سے توبہ کرنی چاہئیے **ریاست پٹیالہ کے بعض اراکین کے متعلق جو خطرناک** [illegible] بھی اسپر کھل جائیگی [illegible] با ہوتا ہے؟ [illegible] رہا ہوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے [illegible] سبحان سنگھ صاحب کے خلاف ایک میں [illegible]

خطرناک پیشگوئی لکھی اور ان کا حق ہے کہ وہ اس کا جواب دیں ایسا ہی بعض دوسرے امور متعلقہ ریاست پٹیالہ کے متعلق بھی ایسی باتیں بیان کی ہیں جو سٹیٹ سیکرٹ کہہ دیں [illegible]

کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے۔ [illegible] ڈاکٹر اگر فی الواقعہ خدا تعالیٰ کے پاک الہام کی بنا پر پیشگوئی بیان کرتا ہے اور **انک لمن المرسلین** اسکا سچا الہام ہے تو بلا خوف و خطر اُسے چاہئیے کہ ان پیشگوئیوں کو شایع کرے جو ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں کے متعلق اس نے کی ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یہی امر اسکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ **فاصدع بما** تؤمر کے خلاف ہوگا۔ الغرض مرتد ڈاکٹر محض شوخی اور بیحیائی سے کام لے رہا ہے۔ اس نشان نے اس کو زندہ درگور کر دیا ہے اگر اس میں ذرا بھی ایمانی حس ہے تو اُسے فوراً توبہ کر لینی چاہئیے اور [illegible] بے سروپا باتوں اور [illegible] مجربانہ طریقوں [illegible] کیونکہ یہ راہ [illegible] ہے۔

میں بھی ہمدردی سے اسے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اب بھی توبہ کرے بہتری اسی میں ہے

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس نے بذریعہ الہام شایع کیا تھا کہ اگر مرزائی تمام جماعت اس [illegible] مباہلہ کرے گی تو ہلاک ہو جائیگی۔ لیکن وہ خوب جانتا ہے کہ جب مولوی محمد یمین صاحب نے مباہلہ کا اشتہار دیا تو کانا دجال ابھی تو مقابلہ سے باہر نہ آیا۔ کیا یہ ذلت اس کے لئے کافی نہ تھی جو پھر اس نے اس راہ کو اختیار کیا۔ وہ یاد رکھے کہ اسکا یہ الہام کہ اب بھی لعنتیں برسانے اور ارتداد سے باز نہ آئے تو سب تباہ ہو جاویں گے اسی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ ارتداد اسی نے کیا اور وہی لعنتیں برسانے کا عادی ہے

او! کانے دجال! خدا سے ڈر اور توبہ کر شوخی اور بے باکی کو چھوڑ دے کیونکہ یہ ہلاکت کی راہ ہے۔ تو یہاں آ۔ اور دیکھ کہ کرشمہ قدرت کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ نور الدین تیرا بھی محسن ہے۔ اس نے جب کبھا تیرے ساتھ احسان کیا ہے وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنیکا عادی ہے۔ تیری شوخیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے تجھے گلے لگانے کو تیار ہے۔ تو قدم اٹھا اور صدق ارادت سے آجا۔ دنیا ہیچ ہے۔ اور

تیری ناکامی نے بتا دیا ہے کہ تو ان دعاوی میں جھوٹا ہے

ہمیں تمہارے ساتھ قطعاً دشمنی نہیں تیری ذات اور [illegible] کے ہم دلی خیر خواہ ہیں۔ ہاں تیری ملہمہ پر دازیاں بیہودہ ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے تو شرمندہ ہو رہا ہے۔ سوچ اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔ سہ

من از ہمدردی گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ایوان ــ

تازہ ترین واقعات

ایوان خلافت کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن چونکہ اخبار ۲۲ جنوری کو نیست [illegible] گیا ہے۔ اور وہ بھی ایوان خلافت کے بعض تازہ ترین واقعات کی وجہ سے۔ تو ۲۲ کی شام کو ۹ بجے رات اور اس کے قریب کے واقعات اور ارشادات جو میرے مکرم بھائیوں مولوی فضل الدین صاحب اور شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ نے قلمبند کئے مجھے حسن اتفاق سے مل گئے۔ میں نے ان کی اشاعت ضروری سمجھی۔ اور علاوہ بریں حضرت امیر المومنین نے مجھے مرتد ڈاکٹر کے متعلق اس تازہ خط پر جو سیکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ نے لکھا ہے کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام تازہ ارشادات کو بھی اسی میں شایع کردوں۔ اور اس طرح یہ پرچہ نہایت خوش آیند دیر سے۔ اگلا اخبار ۳۱ جنوری کو انشاء اللہ شایع ہوگا +

حضرت کی طبیعت اب بہت بصحت ہے۔ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ مکرمی مولوی فضل الدین صاحب نے جن ارشادات کو قلمبند فرمایا ہے۔ وہ میری موجودگی میں ہی آپ نے فرمائے۔ حضرت کو نہایت اطمینان اور سکینت حاصل ہے اور جس استقلال کے ساتھ آپ نے رضا بالقضا کا نمونہ دکھایا اور صبر سے کام لیا ہے وہ

الاستقامت فوق الکرامت

کے مصداق ہے۔ میں نے لاہوری دوستوں کو ارشاد کے ضمن میں جو رائے وصیت کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ حضرت نے آپ اس کے متعلق وہی رائے ظاہر کردی۔ ورنہ اس سے کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ مکرم محمد تیمور صاحب کو کہ انہوں نے حضرت کے کلمات طیبات کو احمدی پبلک تک پہنچانے میں مجھے مدد دی۔ اب میں ان تحریروں کو بدستور جواب دیتا ہوں۔ حضرت کی طبیعت الحمدللہ بہت اچھی ہے۔ رو بصحت ہے۔

بوقت شام مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء (جبکہ حضور کی طبیعت اچھی تھی) (راقم۔ مولوی فضل الدین صاحب) میں نے عرض کیا کہ حضور پٹیالہ سے غلام مرتضیٰ کا خط آیا ہے۔ کہ مرزا [illegible] (برادر احمدی) جو فوج میں کپتان ہیں۔ ان کو جو سے ڈاکٹر عبد الحکیم نے پاس بھیجا تھا [illegible] ۱۱ جنوری والی پیشگوئی [illegible] ہے کہ اصل میں [illegible] اس بات کو چھپا دکھا ہے۔ فرمایا پھر اس کا جو خط آیا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھپایا۔ عرض کیا کہ حضور کا اس پر کچھ ارشاد ہو۔ تو شایع کردیا جاوے۔ فرمایا اس کو لکھا گیا ہے کہ اگر تمہاری پیشگوئی پوری ہوگئی تو تم سچے ہو۔ تو خود ہی آ کر دیکھ جاؤ۔ مجھ کو لکھا اچھا ہے اگر اس کی پیش گوئی ۱۱ جنوری کو پوری ہو چکی ہے تو آ کر دیکھ جاوے۔ کہ مرزا [illegible] مردہ کو زندہ کر [illegible] ہے۔ اور وہ [illegible]

اور فرمایا کہ اور نہیں تو ڈاکٹر [illegible] صاحب جو یہاں سے ہو گئے ہیں۔ لاہور میں آ کر انہیں سے دریافت کرلے گا •

پھر فرمایا اصل میں اس کو جنون ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور ایک [illegible] ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ میری پیشگوئی کے مطابق مولوی نور الدین صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اور اگر نہیں مرے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ اسے خدا اس کو مہلت دیجیے۔ مگر دوسری طرف پٹیالہ میر بابو عبد الحمید صاحب سے [illegible] کہتا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اس سادہ نوح کو خدا دنیا سے اٹھالے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بد دعائیں ہی میرے لئے کرتا ہے اس نے دعائیں کیا کرنی ہیں۔ میں نے کہا حضور گویا وہ کہتا ہے کہ مرزائیوں ہر بات میں افترا ہی ہوتا ہے ایسا ہی یہ بھی افترا ہے کہ مولوی صاحب زندہ ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں اور خود یہ افترا کرتا ہے کہ ۱۱ جنوری کو بتاتا ہے کہ حضور کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ دراصل اسکی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور احباب کو چھپا رکھا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کو فرمایا کہ کل کا پرچہ جو نکلتا ہے۔ اس میں اس کے متعلق کچھ مضمون لکھدو۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور بہتر لکھدونگا۔ (فضل الدین)

۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء ۹ بجے رات۔ شیخ تیمور صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو چند ہدایات ڈاکٹر [illegible] صاحب کو وصیت کرتے وقت فرمائے تھے ان کی نسبت کچھ شور ہوا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ حضور کی یہی وصیت ہے۔ اس کا ہی چرچا ہے فرمایا کہ لوگ تو اسے سمجھے ہیں یہ تو چند ضروری باتیں تھیں۔ جو ڈاکٹر صاحب کو میں نے کہی تھیں مصیبت کے وقت انسان کے اندرونی حالات کا پتہ لگ جاتا ہے اور میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے دل میں ہوتا ہے فرمایا میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ یہ جو اس وقت کہی ہے یا جو کسی وقت کہی ہے کوئی باہم متخالف نہیں۔ شیخ تیمور نے اپنی ... حضرت کی اس تقریر کی تصدیق کی۔ کہ میں نے دیکھا کہ جو باتیں حضور تندرستی میں فرماتے ہیں وہی شدت کرب میں نکلتی ہے۔ پھر آپ اپنی بیماری کے متعلق کچھ باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ دوائی جو ہونٹوں پر لگائی تھی وہ زبان پر بھی لگ گئی۔ جس سے زبان پر خراش ہوئی ہے۔ مولوی قطب الدین صاحب ایک دوائی بنائی تھی۔ وہ منگواؤ۔

اسی اثنا میں شیخ تیمور نے ذکر کیا۔ کہ اگرچہ حضور کی بیماری کے ایام میں تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا۔ مگر پھر بھی حضور کی حالت دیکھ کر اور حضور کی باتیں جو بعض وقت فرماتے ہیں سنکر مجھے ایمانی اور علمی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور مجھے اتنا ہی فایدہ ہوا ہے جتنا حضور کی تندرستی کے ایام میں مجھے ہوتا تھا۔ فرمایا شکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مخلوق کی نفع رسانی کے لئے کیسا جوش اور شوق رکھتے ہیں۔ پھر شیخ تیمور نے عرض کیا۔ کہ حضور کی بیماری سے بہت لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ غفلت سے بیدار ہوگئے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگ گئے ہیں۔ اور ایک توبہ کی [illegible] موقعہ مل گیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ بہت سی باتیں جو دلایل سے سمجھ نہیں آتی تھیں وہ حضور کے عمل کو دیکھکر سمجھ آگئیں۔ فرمایا دلایل کیا ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی طبیعت پر توحید کا کسقدر غلبہ ہو۔

۲۳ کی صبح کی طبیعت اور بھی اچھی ہے اور صحت خدا کے فضل [illegible] خود کر رہی ہے۔ للہ الحمد

ڈاکٹر عبد الحکیم کے اس خط کے متعلق بھی امور خاکسار ایڈیٹر الحکم [illegible] بھی فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری اور اس [illegible] کو دیکھ کر دل میں بڑا رنج اور کوفت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بڑا ہی خوش کن ہے کہ اس کے ذریعہ عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور جسقدر آپ کی تکلیف کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اسی قدر اس نشان کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ فرمایا اگر یہ بڑا نشان نہ تھا۔ تو حضرت صاحب کو اتنا عرصہ پہلے کیوں دکھایا گیا۔ یہ اس ایمان کا ثبوت ہے۔ جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اور آپ کے نشانات کی کسقدر عظمت آپ کے دل میں ہے۔

فرمایا عجیب عجیب مضامین اس بیماری میں سوجھائے گئے ہیں موقعہ ملیگا اور خدا چاہیگا تو بیان کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر بڑی امیدیں ہیں۔ فرمایا فضل ہی تو ہے۔

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لے آئے اور ان سے بیماری کا کچھ ذکر کرتے رہے۔ اسی اثنا میں میاں دین محمد المعروف بگا نے آکر سلام علیکم کہا بڑی خوشی سے جواب دیا۔ اور اسی وقت شیخ تیمور کو حکم دیا کہ ان کو ایک روپیہ دیدو۔

میاں دین محمد حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص خادم میاں جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور حضرت ہمیشہ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ حضرت کی عادت ہے کہ بدوں سوال ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ غرض حضرت نے فوراً اس کی مدد کی اس کے بعد اس نے ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ اپنے نکاح کیلئے ایک رشتہ کی تلاش کیلئے جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا۔ ضرور جاؤ ہم کچھ روپیہ دینگے اور مدد کریں گے۔

میں نے ذکر کیا کہ شیخ ہاشم علی صاحب [illegible] ڈاکٹر کے جو ہیں پر صد [illegible] خیرات کی ہے فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اور دعایہ کلمات فرماتے رہے

مدرسہ احمدیہ اور احمدی قوم

مدرسہ احمدیہ اس مدرسہ کا نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر دینی علوم کے لئے قادیان میں جاری کیا گیا ہے۔ قادیان کا نام دنیا میں جو کشش رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

صرف مذہب ہے

اس جگہ سے حقیقی مذہب اسلام کی صداقت اور احیا کیلئے ایک چشمۂ صافی پیدا ہوا۔ اور اس نے دور و نزدیک اس شیریں و خوشگوار آب زندگی کی نہروں کو پہونچا کر ایک عالم کو سرشار کیا۔ قادیان کے نام میں صرف یہی ایک کشش ہے۔ ایسے وقت میں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اور

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

کا مضمون صادق آرہا تھا۔ ایک فارسی الاصل بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم بنا کر بھیجا۔ جو گمراہان ملت کیلئے مہدی اور مریضان ہدایت کے لئے مسیح ٹھیرا۔ اس نے اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ مخالفین اسلام پر حجت پوری کی۔ اور اسلام کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلایل و براہین ہی سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے زور آور حملوں نے اس سچائی کو ثابت کیا۔ اور زندہ اور تازہ نشانات اور علی صداقتوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے موثر اور جاری رکھنے کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام قایم کیا۔ جو آج ہائی سکول کی صورت میں قایم ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے قایم کرنے میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اصل غرض تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غرض موضوع یا اصل مقصد نہ رہی بلکہ ایک ضمنی مقصد رہ گئی۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو محسوس کیا اور ۱۹۰۵ء میں مدرسہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ کی اور احباب سے مشورہ چاہا۔ اس وقت جو ترمیم اور تبدیلی حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ کے متعلق چاہتے تھے۔ اس نے ایک دینی مدرسہ کی اجرا کی شکل اختیار کی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد ہی مدرسہ دینیہ حضرت کی یادگار مقدس کی صورت میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے جاری ہوا اب تک اس مدرسہ کی طرف جیسی چاہیئے ویسی توجہ نہیں ہوئی۔ میرے بعض دوست جو تنگ نیتی اور اصلاح کے خیال سے اختلاف رائے کی قدر نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس مدرسہ کیطرف عدم توجہی کیوجہ سے ایک خطرناک غلطی ہوئی ہے۔ سال گذشتہ کے آخری حصہ میں مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسے اولوالعزم بزرگ کے سپرد ہوا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ کی اصلاح حالت کیطرف توجہ فرمائی ہے اور اس طرح پر یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ دینی مدرسہ کا انصرام اس وجود کے سپرد ہوا جو اس کا اہل اور حقدار تھا۔ اس میں وہی جوش اور غیرت کام کر رہی ہے جو اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی۔ مدرسہ احمدیہ اس لحاظ سے کہ احمدی قوم کا نشان

دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے

ہائی سکول سے بہر حال بہتر اور افضل حالت میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی موجودہ حالت نہایت قابل رحم ہے۔ طلباء کے لحاظ سے آجتک یہ کوشش کی گئی کہ جو طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام میں وظیفہ کے ذریعہ پرورش پا رہے تھے ان کو اس میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بجائیکہ یہ وظیفہ قابلیت پر نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اس مدرسہ میں ضرورت ہے کہ امرا کے بچے داخل ہوں تاکہ اس طریق پر ان کے گھروں میں بھی دینی تعلیم کا رواج ہو۔ اور وہ اپنی وجاہت اور خاندانی عظمت کے ساتھ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو خدمت دین کے لیئے عمدہ موقعہ حاصل کر سکیں۔ اس خصوصیت میں بہترین نمونہ ہمارے بزرگ ٹرسٹیان صدر انجمن کو پیش کرنا چاہیئے تھا جنکو اللہ تعالےٰ نے ایک سے زیادہ بچے دیئے ہیں۔ اگر وہ سب نہیں تو کم از کم ایک ایک بچے کو ہی مدرسہ احمدیہ میں بھیجتے۔ اور ان کے بعد اُن تمام دوستوں کو جو خدا کے فضل سے صاحب مال ہیں۔ مناسب تھا۔ اور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجکر ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے دینی تعلیم کو ہی مقدم کر لیا ہے۔ میں اس موقعہ پر اس ذکر کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو آجکل فورتھ ہائی میں پڑھتے ہیں، عنقریب دینی تعلیم کا کورس شروع کرنے والے ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ نے پسند فرمایا ہے کہ

وہ دینی تعلیم کو حاصل کریں

یہ نظیر ان دوستوں کے لیئے قابل عمل ہے جو دینی اشاعت کے لیئے ایک جوش دل میں رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! اگر تمہارے بچے۔ ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی ڈگریاں بھی حاصل کریں۔ اور سائنس اور رمل کے فلسفہ سے بھی زیادہ قابلیت حاصل کرلیں۔ لیکن وہ دینی تعلیم سے محض ناواقف ہوں

تو یہ ڈگریاں ہیچ ہیں!

احمدی قوم کے لئے جو امر باعث امتیاز اور ناز ہے وہ اس کی علمی اور عملی دینداری ہے۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھتی ہے۔ اور قادیان کا نام اشاعت اسلام اور عزت اسلام کا مترادف سمجھا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر مدرسہ احمدیہ کو خصوصیت سے ترقی نہ دی گئی اور اس کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ تو یہ قابل شرم امر ہوگا۔ پہلا فرض ... مینکے پہلے سے مدرسہ ... تعلیم ... سے زیادہ ہیں تو ان کو ... دوا... میں یقیناً جانتا ہوں کہ بعد ... والے بچوں کیلئے بہت کچھ پسند کریں۔ ... علوم کے ماہر ہوں۔ اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون باپ ہو سکتا ہے جسکا بچہ اشاعت اسلام کیلئے اپنی زندگی وقف کرنیوالا ہو۔ دنیاوی بچوں سے فایدہ اوٹھانا کوئی یقینی امر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اگر ایک باپ اپنے بچے کو اس نیت سے دینی علوم پڑھاتا ہے کہ وہ خادم دین ہو تو اس کی اس نیت کا اجر اسے ضرور ملیگا۔ اس لئے یہ ایک موقعہ ہے کہ احباب توجہ کریں۔ اور اس مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔ اسکے بعد دوسرا فرض احمدی قوم کا یہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کے لئے مستقل چندوں سے مدد دیں۔"

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی فہرست شایع ہو گئی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ البتہ میں ہمعصر پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اعلےٰ طبقہ کے اعزازوں میں دیسی شرفاء کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ان کی شاندار خدمات عموماً خانصاحب یا خان بہادر اور رائے صاحب۔ یا رائے بہادر کے لایق پائی جاتی ہیں۔ خطابات کے عطا کرنے میں اگرچہ رموز مملکت کو سرکار خوب سمجھتی ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بعض اوقات قابل اور جائز حقدار گو وہ اپنی خدمات کا اعتراف نہ بھی چاہتے ہوں محروم رہجاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ہمعصر زمیندار کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا رجحان خطاب حاصل کرنے کیطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خطاب دلانیوالا گروہ ہے۔ علاوہ بریں اخبار نویسوں کے لئے خانصاحب یا خان بہادر کے خطابات کچھ موزون بھی معلوم نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اگر کوئی خطاب دینے ہی ضروری سمجھے جائیں۔ تو اُن میں ان کے کام کا رنگ ہونا چاہیئے۔ جیسے دبیر الملک وغیرہ۔"

نئے سال کے خطاب پانیوالوں میں سے عالیجناب نقیر سید افتخار الدین عزت نشان کا خطاب سی۔ آئی۔ ای ایسا ہے جو پنجاب اور صوبہ سرحدی میں نہایت شکر گذاری کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

فقیر صاحب کی خدمات بہ حیثیت سفیر کابل ایسی ہیں۔ کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس صورت میں اگر انہیں سی۔ آئی۔ ای کے طبقہ سے بڑھ کر کوئی اعزاز دیا جاتا۔ تو عین مناسب ہوتا پیسہ اخبار کی طرح یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں ہے کہ غالباً گورنمنٹ نے ایز اظہار قدر دانی کو بالفعل عطائے خطاب اور ترقی منصب کی لائنوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا اور اعلےٰ خطاب کی امید کسی آیندہ موقعہ پر ملتوی رکھا۔ فقیر صاحب کی خدمات متعلقہ بندوبست اس پر انشاء اللہ اور بھی اضافہ

کہ یہ ... ہوں گی ...
... ہمیشہ ...
... کرنا شاید ... نہ ہو ...
... ان میں ایک شیخ علی ... بہادر
... سلمانوں میں ... نہیں ... نہایت عزت
... رفاہ عام کاموں میں بڑھ کر حصہ لیتے
... سرکاری خدمات بدوں کسی نمائش کے کرتے رہتے ہیں۔
... بہت عرصہ پہلے خان بہادر ہو جانے چاہیے
... نہیں معلوم کیوں انکا نام اس فہرست میں نہیں آیا۔ ایسا ہی
... حکیم ... سید خاں صاحب جو وہاں کی میونسپلٹی کے
... ہیں اور پبلک اور گورنمنٹ کی بہت سی خدمات
... ہیں۔

حاذق الملک تو چونکہ مخصوص خطاب ہے۔ اسلئے بلحاظ انکی ... خدمات اور قابلیت کے اور بلحاظ پبلک اور گورنمنٹ کی خدمات کے جو بحیثیت آنریری مجسٹریٹ اور وائس پریسیڈنٹ ... انجام دے رہے ہیں۔ انہیں کوئی اعلیٰ طبقہ کا خطاب ملنا چاہئے۔ اس قسم کی فروگذاشتیں پبلک کو بعض اوقات افسردہ کرتی ہیں۔ امید ہے گورنمنٹ اپنے سچے خادموں کی جائز قدر افزائی کرکے دوسروں کو جرأت دلائیگی کہ وہ بھی پبلک اور گورنمنٹ کی بہتری خدمات کے لئے قدم اٹھائیں"

قومی تحریکیں

صدر انجمن کیطرف سے مندرجہ ذیل تحریریں بغرض اشاعت آئی ہیں جنکو قومی توجہ کیلئے درج کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

اطلاع

چوہدری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبداللہ منشی ضلعدار سرگودہا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کی خاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے خدا تعالیٰ ان کو جزا خیر عطا فرماوے۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلد رسیدیں ان کو دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرماویں گے۔ جو چندہ دیں گے ان کو ان کی تسلی کے لئے چھپی ہوئی رسیدیں ملیں گے جنکا مثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

سرکلر میٹر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمنہائے احمدیہ یہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسے فی روپیہ اپنی ماہوار آمد میں سے سلسلہ کی چار بڑی مدات یعنے لنگر خانہ۔ ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد کم سے کم دس ہزار تک پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ جس جوش اور اخلاص سے ... انجمنوں کے سکرٹری یا پریزیڈنٹ صاحبان نے اس موقع پر ... کی ... مجھے یقین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی اس کارروائی کی بناء پر جو اپیل میں آپ کی خدمت میں اس وقت کرتا ہوں وہ بے سود نہ ہو گی۔

گذشتہ سال کی آمد جیسا کہ ... تفصیلی اطلاع منفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچے گی۔ اور اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۰-۸-۲۰۱۵۹ نظر آتی ہے جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۳-۷-۱۰۵۲۲ لنگر خانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۶-۸-۵۳۹۴ - اشاعت اسلام ۹-۱۱-۲۴۱۷ - مدرسہ احمدیہ ۶-۱۲-۲۷۱۲ - ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ۔ اور دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ۔ عید فنڈ۔ فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہائی سکول کو چھوڑ کر جسکو مختلف قسموں کی مد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہو جاتی ہے یعنے چار ہزار روپیہ کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عید فنڈ کی آمد باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑھا رہا۔ اس طرح پر اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹ - اور لنگر خانہ میں ۱۰۲۵ - یہ تو گذشتہ کی حالت ہے اور آئندہ کیلئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں ایک مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا۔ ادہر آمد کا اگر یہی حال رہے تو بارہ تیرہ سو سے بڑھنے کی امید کم ہے۔ یہی وہ حالات ہیں۔ جن پر غور کرکے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کیطرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ "اگر ہم انجمنوں کے ذریعہ صرف دس ہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کرسکیں اور یہ دس ہزار آدمی عہد کریں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگر خانہ مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کیلئے دیدیں گے تو پانچہزار روپیہ ماہوار یا ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے"۔ اب ایک اور سال کا تجربہ ہم کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمیں اس تجویز کو عملی رنگ میں لانیکے لئے کوئی دن کیا کچھ گھنٹے بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں اور جس قدر جلد ممکن ہو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔ مجلس معتمدین اور پھر کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو سخت محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرکے میں یہ درخواست آپکی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کرکے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ پرزور تحریک کریں۔ کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں۔ مانا کہ ہماری قہری حکومت نہیں۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرسکتے کہ ضرور اتنا چندہ دو۔ اور وعدہ کرکے وقت پر نہ ... ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبراً اس موعودہ رقم کو بھی وصول کرسکیں۔ لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبراً ہوتے ہیں۔ یا اب ان کو کوئی مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس میں شامل رہیں۔ ہمارے جو احباب شرح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب شرح صدر سے ہی اس میں شامل ہیں۔ کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قائم کرنیکی غرض ہی خدمت اسلام ہے۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر بھی ہم خدمت اسلام میں حصہ نہیں لیتے۔ تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلا سکتے۔ اور فرضی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دنیا کی طرف سے مورد طعن و ملامت ہو رہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح اور مہدی تھے جنکے آنیکا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کیلئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ اگر یہ سلسلہ خدانخواستہ خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں۔ ان کی بنیاد خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے۔ اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں۔ جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کرسکتا ہو۔ یہ کوئی جان کی قربانی نہیں کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں۔ ان بڑی بڑی دینوی امیدوں کی قربانی نہیں۔ جو ہر ایک دل میں ہوتی ہیں۔ ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر۔ مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہو سکتے ہیں۔ کتنی چھوٹی سی بات ہے کہ جو شخص سولہ روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھ لے کہ میں سولہ نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں۔ جو بتیس روپے کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں بتیس نہیں اکتیس کماتا ہوں۔ یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصے کو کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدے بہت سے ہیں۔ اس حصہ کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہو جائیں گے اور ان میں برکت ہو گی۔ تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کرکے مضبوط ہو جائیں گے۔ تم انصار اللہ کہلاؤگے۔ تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بن جاؤگے۔ تم اللہ کے نزدیک اجر ... کے مستحق ٹھیروگے۔ تم سے پہلے ان لوگوں نے جنکے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا حکم ہوا ہے وہ وہ قربانیاں کرکے دکھائی ہیں۔ کہ مالوں۔ گھروں۔ جائدادوں۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں۔ عزت وجاہت سب کچھ قربان کرکے آخر جانیں بھی قربان کردیں۔ ان کے نام آسمان پر روشن ستاروں کیطرح دنیا کے آخر تک چمکیں گے۔ ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور اسی راہ پر قدم مارنیکی کوشش کرو۔ اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں۔ جنہوں نے اپنی کل کی کل امید ... کو خدا کی راہ میں قربان کردیا۔ یا جنہوں نے اپنے

اعداسی زیبی

(یعنی مولوی نورالدین)۔

کیونکہ مباہلہ میں تو ہر ایک فریق فریقین میں سے کوئی فریق مباہلہ

فنجعل لعنۃ اللہ علے الکاذبین

کہیں ایک بیعلم۔ بے عمل۔ گنہگار انسان ہوں۔ میرا کوئی دعوےٰ نہیں ہے۔ اور یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ کوئی تاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۰۸ء سے زیادہ نہیں کی گئی۔ اور اس سے علاوہ یہ ہے کہ آپنے اپنے تفسیر القرآن یعنی نور القرآن میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے۔ اور ابھی تک اُن دلایل کو منقوض نہیں کیا گیا۔ اور نیز بعض اپنے رویاء اور الہامات سابقہ سے بھی حضرت اقدس کی صداقت آپنے ثابت کی ہے۔ اور بیس برس تک آپ ثابت کرتے رہے وتلک عشرۃ کاملۃ بس اس لئے از برائے خدا گذارش ہے کہ آپ ان سب امور عشرہ پر غور کرکر اپنے ارتداد سے توبہ کریں اور خوب یاد رکھیں کہ مسایل دین اسلام کے ایسی خوابوں اور الہامات شیطانی سے (اگرچہ کوئی جز اُن کا پورا بھی ہو جاوے) اور پھر مسایل عہد دین اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بعض خوابیں کنجری اور کنجروں کی بھی سچی ہو جاتی ہیں۔ اور حکمت الٰہی اس میں یہ ہے کہ اس نظیر کے موجود ہونے سے ہر ایک انسان پر کارخانہ نبوت کی تصدیق کے لئے اتمام حجت ہو جاوے۔

ڈاکٹر صاحب خوب یاد رکھیں کہ مظاہر علوم ظاہری میں تلبیس اور اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض اور خوارج وغیرہ اپنے نشانات باطلہ اور وساوس با غوائے شیطان پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی تلبیس اور دجالیت جاری ہے کما قال اللہ تعالےٰ:۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم۔ صد افسوس! کہ آپ نے حقیقۃ الوحی کے باب اول و دوم و سوم کا بھی مطالعہ نہیں کیا جو خاص آپ کے لئے لکھا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ بے علم ہیں کما ھو اقرارکم۔ جناب قبلہ کے رسایل علمیہ کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر آپ کو طلب حق ہے تو ان علمی رسایل کو بھی مطالعہ فرماویں۔ اور یا صرف دو ہفتہ کیلئے طلب علم اور تصفیہ ان مسایل متنازعہ فیہا کیلئے جناب قبلہ کے پاس تشریف لے آویں۔ بالفعل تا آپ کی تشریف آوری کے کچھ مابہ الامتیاز بھی مابین استراق السمع اور الہامات ربانی کے آپ کی خدمت میں گذارش کیا جاتا ہے۔ الہامات شیطانی کی نسبت تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا یسمعون الی الملاء الاعلےٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولھم عذاب واصب۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ ملاء الاعلےٰ کے اخبار جو متعلق قضاء وقدر اہالی عوارض کے ہوتے ہیں شیاطین پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ اور آسمان کے ہر ایک طرف سے وہ سنگسار کئے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب ان پر واقع ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی کلمہ ان اخباریں سے سن بھاگتے ہیں۔ تو ایک ستارہ روشن اُن پر گرتا ہے۔ انتہی حاصلہ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے

کہ کوئی کلمہ اخبار غیب میں کا اولیاء شیاطین کو بذریعہ شیطان بھی پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسے کلمہ کے پورے ہو جانے سے اولیاء شیاطین کا مقدس اور مطہر اور مقرب من اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت بھی کاہنوں نے آل فرعون کو خبر دی تھی۔ اور وہ پوری ہو گئی۔ مگر پیشین گوئی کرنیوالے رسول نہیں ہو گئے ہر دو صورت گرچہ ماند رواست ۔ آب تلخ و آب شیریں را صفا است بلکہ بلعم باعور جو کہ مقابلہ کرنے حضرت موسیٰ کے ولی مستجاب الدعوات تھا۔ اور رؤیاء صادقہ اور الہامات بھی اسکو ہوتے تھے۔ وہ بسبب مباہلہ یا مقابلہ کرنے ایک مامور من اللہ کے مردود جناب باری ہو گیا۔ جسکا قصہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں مذکور فرمایا ہے:۔

واتل علیھم نبا الذی اتینٰہ ایٰتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغٰوین الخ

اب پھر میں آپ کی ہمدردی کر کر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ آیات اور نشانات مندرجہ تفسیر جو آپ کو دیئے گئے تھے۔ اب بیس برس کے بعد کیوں اب ان سے منسلخ ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلعم منسلخ ہو گیا تھا۔ اور شیطانی الہامات کے تابعہ ہو کر غاوین میں کیوں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان آیات سے آپکا رفع ہو سکتا تھا۔ پھر پستی کی طرف جھک کر ایسی ہوا اور ہوس کے کیوں آپ متبع ہوئے ہیں کیا ایسے لوگوں کی مثال پر آپ تدبر نہیں کرتے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث یہ قصہ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں آپ کے تفکر اور تدبر کے لئے فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ ذٰلک مثل القوم الذین کذبوا بایٰتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ ساء مثلا ن القوم الذین کذبوا بایٰتنا وانفسھم کانوا یظلمون۔ اپنے ان تمام آیات کی تکذیب کر کر جو کچھ کہ آپ کو حاصل تھا۔ اس کو بھی آپ نے غارت کر دیا جیسا کہ بلعم نے تمام اپنے کمالات کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھو دیا۔ صدق اللہ تعالیٰ من یھد اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولٰئک ھم الخٰسرون۔ آپ نے تو اس زمانہ کے موسیٰ ع کی نسبت یہ الہامات بھی دیکھے ہوں گے کہ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ۔ یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پھر آپ نے چراغدین جمونی کا حال بھی مشاہدہ کر لیا ہو گا۔ اور عصا موسیٰ کو بھی دیکھ لیا ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ افسوس! کہ آپ کو ان سے بھی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر ابتک بھی آپ کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ آپکا اقرار ہے کہ مجھ کو کوئی دعوےٰ نہیں۔ پھر اس مدعی کو جس کی تصدیق ہزاروں نشانات آسمانی اور زمینی سے ثابت ہو چکے۔ تاہم آپ اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور خود ہی بلعم اور بلغم بن گئے۔ مگر یہ تو کہو کہ آپ نے کونسی جماعت متقین کی تیار کی جو آپ کی متبع ہوئی ہو۔ اور پھر

آپ کی متبع ہو کر وہ جماعت کیا نتیجہ حاصل کرتی۔ جبکہ آپ خود کہتے ہیں۔ کہ میں بے علم اور بے عمل گنہگار ہوں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم برکند عاقبت کفر و دین

یہ حال ہے ان الہامات شیطانی اور خوابوں کا۔ جو الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب کا مصداق ہیں از برائے خدا ان خوابوں اور الہاموں شیطانی پر آپ فخر اور ناز نہ کریں۔ مبادا کوئی گولہ آسمانی جیسا کہ روحانی طور پر اولیاء شیطان پر گرتا ہے۔ کہیں ظاہری طور پر بھی آپ کے اوپر نہ گر پڑے۔ علاوہ اس خطف شیطانی کے اوضاع سماویہ وا طوار رمل و نجوم وغیرہ وغیرہ بھی اسباب بعض علوم کے ہو جاتی ہیں۔ جنکو علم لدنی سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہوتی ہی علم آب و ہوا وغیرہ کے دفاتر گورنمنٹ عالیہ میں موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیاں کیجاتی ہیں۔ اور بعض اُن کی واقع بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ جملہ پیشین گوئیاں بھی تقرب الٰہی کو کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی ہیئت دان ان کے ذریعہ سے دعوےٰ تقرب الٰہی کرے۔ تو وہ بھی ملعون ہے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل را در وفا

ہاں یہ بھی سن رکھیئے کہ جو کوئی پیشین گوئی حضرت اقدس کی آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ آپ صرف دو ہفتہ کے لئے تشریف لا کر علے منہاج النبوۃ اس کو سمجھ لیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی جملہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور ہونگی انشاء اللہ تعالےٰ۔"

مگر چونکہ آپ بموجب اپنے اقرار کے جاہل اور بے علم ہیں اس لئے آپ کو [illegible] اُن کی فہم کی علم کیلئے ضرورت ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جس مامور من اللہ کی صداقت ہزاروں نشانوں سے صادق ہو چکی ہو اسکی پیشین گوئی جھوٹی ہو سکے۔ پھر تو وہ ضرور کاذب ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ بھی تو ایک معیار اسکی صداقت کا ہے۔ اور یہ بھی مابہ الامتیاز ہے درمیان خطف شیطانی اور الہامات ربانی کے۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ فی الہامات الرسل والانبیاء عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا۔ الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصیٰ کل شیء عددا۔ دوسری جگہ پر آخر آیت [illegible] کی تفسیر یوں فرمائی گئی۔ کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔" اس آیت میں اندک تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جو عالم الغیب ہے۔ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس شخص پر کہ جسکی رسالت کو پسند فرما لیا ہو۔ اس کو اپنے

مالوں کے بڑے حصے کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا - تو تم خود ہی غور کرکے دیکھ لو - کہ آیا وہ فی الواقعہ دنیا میں غریب اور ذلیل ہو گئے اور معیشت کی تنگی ان پر وارد ہو گئی؟ اور اگر تم سے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے مالوں کے کسی معتد بہ حصہ کو اس راہ میں آج تک صرف نہیں کیا تو کیا وہ اس کے نہ دینے سے دنیا میں معزز اور امیر بن گئے ہیں؟ یہ مال جو تم کماتے ہو یہ تو کسی نہ کسی طرح فنا ہوتے چلے ہی جاویں گے مبارک ہے وہ جو ان کے کسی حصہ کو قربان کر دیتا ہے - کیونکہ یہی وہ حصہ ہے جو بیج کیطرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا - پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ - ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں!!

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب اب تک چندہ نہیں دیتے - یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمدنی کے بتیسویں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں - ان سے کم از کم اس حساب چندہ لیا جاوے - نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کر دیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینہ کے مہینہ اس رقم کو شروع سے ہی کاٹ کر الگ کر دیں - اور وصول کرنیوالے بھی یہ کوشش کریں - کہ وہ دوسرے مہینہ تک بقایا نہ رہنے دیں - کیونکہ اس طرح سے دینے والے کیلئے مشکل ہو جاتا ہے (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۱۳ جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہونچ جانی چاہئیں - تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے - اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جا سکے "

نوٹ - جو احباب وصیت کے رو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں - ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاویں گے "

نوٹ - یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کیجاوے اور جو نہ شامل ہو سکیں - ان کو اس تجویز میں شامل کرنیکیلئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ جوش ڈالے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے والسلام -

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ◦

خدانکتہ نوازی

۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کی گذشتہ شب کو یہ عاجز اسی سبب ...

بیدار ہوا - تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور اکثر بھائیوں کے پاس جو تحصیل رضاء الہی کے لئے قادیان میں آئے ہیں - لحاف نہیں ہیں - اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا آ جاتا ہے - جسکے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے - ابتک ۲۷ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں - کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں - نیز چند کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہوں گے - لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفا جمع ہیں - اور آیندہ آمد کا دروازہ کھلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں - اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا - نیچے تو بیچارے مسافر کسیر گھاس بچھا لیتے ہیں - لیکن اوپر کے لئے ضرور آجکل لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے - اس لئے مسافر اور ضعفا مجھ سے مانگتے ہیں - کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفا کا مہتمم بن بیٹھا ہوں - مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف بنے چلے اور ہنوز مانگ باقی ہے - میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور بیقراری بڑھنے لگی - یہانتک کہ میں جنتیم پر آب ہو گیا - میرے دل نے اپنے مالک رب کیطرف توجہ کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے - اس وقت میرے دل میں کچھ تسلی ہوا - جس سے میں اطمینان پاکر سو رہا - صبح کو میں نے بعد نماز صبح اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا - کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی - وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ کسی کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اتری جس میں لوگ اتر کر پانی پیا کرتے تھے - جب وہ پانی پی کر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اس عورت کے دل میں اس کتے کی حالت پر رحم آیا - اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اتری اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی - اور اس کتے کو پانی پلایا اس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دیا - یعنے اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی -

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں - یا نہیں اور شفقت علی خلق اللہ - معاذ اللہ کیا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں - اس کتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جسکو رحم کرکے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی - اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں - بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کتے سے زیادہ پیار سمجھتے اور ضرور بہشت کے خواہشمند ہیں - لیکن مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے عزیز بھائیوں کی بیکسی پر مطلع نہیں ہیں - لہذا میں انہیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت سرما چلے اور ہنوز جاتا نظر نہیں آتا اور لحاف و کمل کی یہاں نہایت ضرورت ہے کل احمدی جماعت توجہ فرماوے - لحاف کمل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے - جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرماویں - روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنا لیں یا لحاف و کمل خود بنا کر و خرید کر عنایت کریں - ایسا نہ ہو - تا تریاق از عراق آوردہ شود - مار گزیدہ مردہ شد حدیث شریف میں ہے من لا یرحم لا یرحم جو کسی پر

۱ - جنوری ۱۹۱۱ء -

... نام ایک خط

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی جطرح باطل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جطرح پر شرمندہ کیا ہے - اس کا ذکر الحکم کے غیر معمولی پرچہ میں کیا جا چکا ہے - حضرت فاضل امروہی نے ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کو ایک قابل قدر خطبہ اسی مضمون پر پڑھا - **فاضل امروہی** کا بیان اور تحریر جیسی جامع اور بانع ہوتی ہے - اسے انکے دشمنوں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے - اور علمی طور پر ان کی تصانیف کو لاجواب مان لیا ہے - فاضل امروہی کے خلف الرشید سید محمد یعقوب صاحب نے اس خطبہ کا خلاصہ لیکر ڈاکٹر موصوف کو ایک خط لکھا ہے - جس کو میں سید صاحب موصوف کی مہربانی سے شایع کرنیکے قابل ہوں - اس خط کو پڑھ کر کانے دجال کا طلسم ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے - اور ہماری جماعت کے ہاتھ میں ایک کارگر حربہ اور معیار ہاتھ آ جائیگا - اور اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو توفیق دے کہ وہ آیندہ بھی خدمت دین کیلئے ایسا جوش پا سکیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب -

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے - کہ آپکا خط مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۱۰ء بنام حضرت قبلہ مولوی صاحب صادر ہوا تھا - اور بموجب آپ کی تحریر کے نہ اس خط کی اشاعت میعاد معینہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک کیگئی تھی اور نہ اس کا جواب آپ کو لکھا گیا تھا - اس لئے کہ بموجب ارشاد خداوندی بقاعدہ استثنا متصل کے جز الا من خطف الخطفة فاتبعه شہاب ثاقب میں ہے کچھ شیطانی خطفہ آپکو ہو گیا ہوگا - اور بدیں وجہ کوئی جزو پیشگوئی کا واقعہ ہو جاوے -

لیکن بتاریخ ۱۲ جنوری تک آپ کی تمام پیشین گوئی باطل نکلی - اور ایک خطفہ شیطانی بھی سچا نہ نکلا - لہذا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جاوے - شاید آپ کو تنبیہ ہو کر ہدایت حاصل ہو جاوے - لہذا ۱۳ - جنوری ۱۹۱۱ء جمعہ کے خطبہ میں سے جو کہ حضرت قبلہ نے پڑھا ہے - انتخاب کرکے جواب خط روانہ کرتا ہوں - یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں موتوں کی پیشینگوئی - یعنی مولوی نورالدین صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب (ایڈیٹر الحکم) کی مرنے موت - بطور مباہلہ کے نہ تھی - کیونکہ آپ فرماتے ہیں - کہ میری کئی دعائیں بھی اس کے لئے موجود تھیں جو کہ وقتاً فوقتاً مجکو معلوم ہوتی رہیں - اور اس الہام کے ساتھ بھی دعائیں تھیں اور نیز عالم رویا میں آپ نے یہ دعا بھی کی - کہ اگر مولوی نوردین سچے ہیں تو مجھے ان کی طرف پھیر دے - اور اگر میں سچا ہوں - تو میری طرف ان کو رجوع کر دے - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

قابل توجہ ممبران انجمن اہل قرآن لاہور

غالباً ۱۹۰۹ء ماہ رمضان میں میں نے لکھا تھا کہ اگر مولوی عبداللہ صاحب کا ترجمۃ القرآن بعوض میرا مل سکے تو میں میرا بھیجدوں۔ وہاں سے سیکرٹری صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ انجمن کے ممبروں نے یہ تبادلہ منظور فرمایا ہے۔ آپ میرا بھیجدیں اس خط کے آنے پر میں نے سات تولہ میرا قیمتی بیندرہ روپیہ ۱۵ بھیجدیا۔ جب کئی دن گذرنے پر قرآن شریف مترجم نہ پہونچا۔ تو میں نے مینیجر صاحب کی خدمت میں متواتر کئی خطوط لکھے۔ تو آخر ایک اور صاحب نے جواب لکھا کہ مینیجر صاحب دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ واپس جب آئے تو آپ کا فیصلہ کردیں گے پھر جب ہوگیا جب کئی دن اور گذرگئے تو پھر لکھا کہ ترجمۃ القرآن بھیجدو۔ تو یہ جواب ملا۔ کہ آپ کا میرا ابھی فروخت نہیں ہوا۔ فروخت کرکے ترجمۃ القرآن بھیجدیا جائیگا۔ اگرچہ تعین میں پہلے یہ شرط فروخت یا عدم فروخت کی تعیین نہ تھی۔ مگر میں نے بعد کو یہی شرط تسلیم ہی کرلی۔ اب اس انتظار طویل کے بعد جب پھر میں نے عرض کی۔ کہ ترجمۃ القرآن اب تک نہ پہونچا۔ عجیب بات ہے۔ یہ وہم تو نہیں کرسکتا کہ اہل قرآن ہوکر کسی کا مال خورد برد کردیا جائیگا۔ مگر کیا ہوا نم درمیش ہوگئے کہوں گے۔ اس کے جواب میں ایک بزرگ نے لکھا کہ تم لوگ اسلام سے تو ہاتھ دھو چکے ہو۔ اب آخرت کو بھی جواب دے چکے تو آپکا میرا ہم نے منگوایا ہے اور نہ ترجمۃ القرآن دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو ہماری تحریرات پیش کرو۔ ان خطوں کے آخر پر اکثر ہندی حروف میں دستخط تھا۔ میں یہ خط پڑھکر حیران ہوگیا۔ کہ الٰہی انجمن اہل قرآن اور یہ معاملہ العجب ثم العجب۔ اس پر میں نے وہ خطوط جو اس بارہ میں لاہور سے آئے تھے ایک لفافہ میں بند کرکے بانئے فرقہ اہل قرآن جناب مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت میں بھیجدیئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ اسبارہ میں آپ ہی قاضی اور آپ ہی منصف۔ تحقیقات کرکے جواب سے سرفراز فرماویں۔ اس خط کو اب مدت گذر گئی۔ اور کوئی جواب نہ آیا۔ لہذا مجبوراً بذریعہ اخبار ہذا ممبران انجمن اہل قرآن سے استفسار کرتا ہوں امید ہے کہ مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرماویں گے۔

نمبر (۱) کیا میرا تین تولہ جو تبادلہ ترجمۃ القرآن میں بھیجا تھا۔ وہ آپ کے پاس پہونچا ہے یا نہ؟ **نمبر (۲)** اگر پہونچا ہے تو کیا وجہ کہ اب تک ترجمۃ القرآن نہیں دیا گیا؟ **نمبر (۳)** اگر میرا پہونچنے سے انکار ہے تو کیا وہ مسلمان اہل القرآن کی شہادت میرے اثبات دعوی کیلئے کافی ہوگی یا نہ؟ **نمبر (۴)** کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے کہ جنس کے بدلے جنس لے لیا جاوے۔ اور پھر دو سال کے بعد وہی جنس واپس کردیا جاوے۔ یا بالکل ہی انکار کردیا جاوے۔ پارہ و رکوع تحریر فرماویں۔

نمبر (۵) کیا لین دین کے معاملہ میں مشتری کو اتنی تکلیف دینی جائز ہے؟ **تمام ممبران انجمن جمعہ کے دن بیٹھکر** میرے ان سوالات کے جوابات جیسے مناسب ہوں مفصل تحریر فرماویں۔ کہ تسلی ہو۔ اس معمولی مالیت کیلئے کسی انجمن کے ممبروں کو بذریعہ اخبارات مخاطب کرنا مجھے ہرگز مکمّا پسند نہیں ہے۔ اور اتنی مدت سکوت کا یہی باعث ہے۔ مگر ہندی نویس بزرگ مندرجہ بالا الفاظ تحریر لکھکر کیوں جو سے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس معاملہ کی تحقیقات تو کرلی جاوے۔ کہ ایمان اور آخرت سے کون فریق ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ فقط

راقم محمد امین احمدی۔ از مقام داکتر ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

... باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

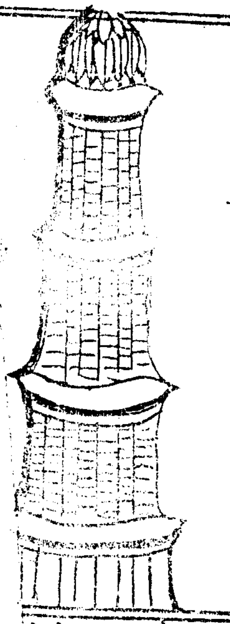
الحکم

سنہ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

چہ گویم با تو گر آئی بہ ادر قادیان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے



دوائی شفا ہی غرض

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اُن کو آپ کے اب تک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور ہدایت اور شفاء ہے

ھدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ (عہ)

نوٹ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے۔ سات روپیہ (عہ) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

میری ذات اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے متعلق یہ دو پیشگوئیاں شایع کی تھیں (۱) **یعقوب کی موت قریب ہے** (۲) **مولوی نور الدین صاحب ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک فوت ہو جائینگے**۔ میری موت کے متعلق گو اگرچہ تاریخ نہیں دیگئی۔ مگر جیسا کہ اسنے ظاہر کیا اور پیام پہونچایا۔ اس میں اسکی انتہائی میعاد ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء ہی بتائی ہے بلکہ ترتیب الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت سے بھی پہلے واقعہ ہوگی کیونکہ اسکیلئے تو ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء مقرر کی۔ **(اور یہ قریب ہی** کے الفاظ میں دی)۔ اللہ تعالیٰ کا کمال شکر اور اسی کا فضل ہے کہ میں زندہ ہوں۔ اور مرتد ڈاکٹر کی حقیقت کا راز اس اشتہار کے ذریعہ کھولنے کی **خدا کے فضل سے توفیق پاتا ہوں**

میری زندگی کیا اور موت کیا تاہم اللہ تعالیٰ نے **مرتد ڈاکٹر کو اسکے ذریعہ کاذب ثابت کر دیا**۔ اس پر بس نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ایک عظیم الشان نشان حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زندگی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تندرستی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سال گذشتہ کی آخری ششماہی سے بیمار چلے آتی ہیں اور ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑے پر سے گرنے کے ذریعہ عظیم الشان نشان پورا ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہوی۔ اسی نشان کے ضمن میں اب یہ **دوسرا روشن نشان ظاہر ہوا** یہ نشان ایسا نشان ہے۔ جو دنیا کی زندگی اور احیاء کا موجب ہے۔ اور اوس کے ذریعہ الباطل کی موت ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء گذر گئی اور حضرت **خلیفۃ المسیح** (آپ کی عمر دراز ہو) **زندہ ہیں**۔ یہ نشان معمولی نشان نہیں ہے۔ بلکہ ایک **نورانی نشان** ہے جسنے عبدالحکیم مرتد کی تمام پیشگوئیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور کامل طور پر اس باطل کو کچل دیا اور دنیا پر اسکے بعد خدا کے فضل سے ظاہر ہوگیا کہ **مرتد ڈاکٹر پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے**۔ اور اللہ تعالے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے زمین کی پشت پر آسمان کے نیچے یہ حجت نورانی قایم ہوگئی ہے اللہ تعالے کے فضل و کرم پر ہم خدا تعالے کے حضور سجدات شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے **حق کا بول بالا کیا اور جھوٹے کا منہ کالا کیا** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی حضور کو اس مبارک تقریب پر میں صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت" کا بھی مظہر ٹھیرا اور وہ باطل جو حضرت مسیح موعود کیوقت سے سر نکالتا تھا۔ تیرے ہاتھ پر کچلا گیا۔ وللہ الحمد۔ بالآخر قوم کو بشارت ہے کہ وہ اس موقعہ پر سجدات شکر بجالائے۔ اس پر دوہرا فضل ہوا۔ اللہ تعالے نے ان کے امام کو اس وقت زندہ رکھا۔ اور مرتد کو ذلیل کیا اور اس سلسلہ کی سچائی اور عظمت ثابت ہوئی اس پر بھی مفصل لکھنے کیلئے میں دوسرے وقت کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں یہ نشان ایسا ہے کہ اسے کثرت سے شایع کیا جاوے۔ **آخر میں ریاست پٹیالہ کے مدبروں اور عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور التماس ہے** کہ وہ عبدالحکیم کا پیشگوئیوں کا رجسٹر ضبط کر کے اس سے پٹیالہ کے انقلابات کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ نہ بتائے تو انشاءاللہ العزیز ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو اسکی دستخطی تحریر کی بنا پر سرانجام دیگا۔" بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کانے دجال کا کذب کھل گیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ مسیح الدجال وہی ہے۔ اے نادان سن! اور غور سے سن تیرا کذب کھلگیا۔ اور ظاہر ہوگیا ہے کہ تو شیطان کے پنجہ میں اسیر ہے۔ صادقوں کے ساتھ ٹکر مارنا اچھا نہیں تو اب بھی ان الفاظ کو یاد کر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بقول تیرے تجھے خواب میں کہے کہ سیر کا پتھر من کے پتھر کو توڑنا چاہتا ہے خدا نے تیری تائید اور نصرت نہیں کی۔ اور صادق کے مقابلہ میں تجھے ذلیل کیا آ۔ا۔ توبہ کر۔ اور خدا کے فضل سے حصہ لے۔ کب تک تو خدا سے مقابلہ کریگا۔ اور اپنے ضمیر کا خون کرتا رہیگا۔ سلامتی کے شاہزادہ کے پاس آ تجھے سلامتی ملے۔ نور کے پاس آ تو ظلمت سے نکلے تو اب بھی ان الفاظ پر غور کر۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شاہزادہ کہلاتے ہیں اپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ یاد رکھ اب آسمان نے تیرا کذب ظاہر کر دیا تو توبہ کر اور خدا سے ڈر اور اس پر غور کر خدا غفور الرحیم ہے تو اگر سچے دل سے توبہ کرے تو وہ تیری ساری خطائیں معاف کر دیگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح تو اس کی رحمت کا نشان ہیں وہ تو دشمنوں کیساتھ بھی پیار کرتا ہے تو اس کے آستانہ پر آ۔ وہ تجھے گلے لگانیکو تیار ہے اسی طرح جیسا تو نے خواب میں دیکھا! عبدالحکیم! اس وقت کو پہچان اور موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ آ۔! اور صدق و انابت سے آ۔ باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ وما علینا الا البلاغ

خاکسار (عبدالحکیم کا کاتب وحی) **حضرت خلیفۃ المسیح کا ادنیٰ خادم یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء بعد دوپہر** ۔ (انوار احمدیہ پریس قادیان)

الحکم کا غیر معمولی پرچہ جو ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء کو شایع ہوا ۔

احمدی قوم کو بشارت اور مخالفین پر اتمام حجت

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین کی زندگی اور مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانا دجال) کی موت :-

الحق کی عظیم الشان فتح اور الباطل کی خطرناک شکست :-

نشان کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا ۔ ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

اللہ تعالیٰ کی حمد اور ستایش ہو جس نے دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے مامورین اور مرسلین کے سلسلے کو قایم کیا اور بے انتہا صلوٰۃ اور سلام اور برکات ہوں اس وجود پاک پر جو کمالات نبوت کا جامع اور خاتم اور تمام انبیاء و مرسلین کا امام اور سراج ہے اور جسکا پیارا اور پاک نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر صلوٰۃ اور سلام ہوں آپکے بروز اکبر مظہر اتم حضرت مسیح موعود پر جسنے اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کے پاک نام کی تذلیل اور ہنسی ہو رہی تھی راستبازوں کے امام علیہ السلام پر ناپاک حملے ہو رہے تھے ۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں اور آیات بینات خدا کی قہری تجلیوں کے ذریعہ اس گم گشتہ صداقت کو پھر دنیا میں قایم کر دیا جسکی زندگی اور ظاہری موت جسکے در و دیوار زن و فرزند سب آیات اللہ تھے آپکے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو قدرت ثانیہ کے نشانوں عظیم کا مظہر اول ٹھیرایا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بعض بدظن مخالفین اور شیاطین کی مخالفت میں قسم قسم کے منصوبے اور شرارتیں کرتے رہے اور شیطانی آوازوں نے بعض بعض اوقات آپکی (نعوذ باللہ) تباہی اور ناکامی کی پیشگوئیاں کیں اور وہ نہیں خائب و خاسر اور نامراد اور تباہ کار ہوئے ان کشتگان اعجاز مسیح کی فہرست طویل ہے اور یہاں مجھے اسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت مجھے اس تازہ نشان کا ذکر کرنا ہے جو کل ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء کو پوری آب و تاب سے ظاہر ہوا اور وہ **مرتد ڈاکٹر کانا دجال کی روحانی ذلت اور موت** ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی نورانی شعاعوں کی آب و تاب کو دیکھکر عام قاعدہ کے موافق **مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند** بہت سی شیطانی آوازیں مخالفت میں اٹھیں لیکن جسکے ساتھ خدا ہو کوئی اسکا کیا بگاڑ سکتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کے وعدہ کیموافق ہوتا رہا اپنی روحانیت کے انوار سے تاریک دلوں کو منور کر دیا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم جب حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں خاسر رہا ۔ قبولیت کے آثار و انعام سے محروم رہا تو اسنے سلسلہ کے منتشر ہونیکی پیشگوئی کی اور اس میں **کانا دجال جھوٹا ثابت ہوا** ۔ پھر اسنے حضرت ام المؤمنین علیہا السلام کی پیشگوئی مشتہر کی اور **بار دیگر اس میں کانا دجال کاذب ثابت ہوا** ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس قسم کی ذلتوں کے بعد خاموش ہو جاتا مگر نہیں پھر اسنے **اعلان الحق** میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت کی پیشگوئی نہایت مکروہ الفاظ میں کی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے خائب و خاسر کیا ۔ اس پر بھی بس کرکے اُسنے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو اطلاع دی اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے اور اسے بہت جلد انشاء اللہ العزیز شایع کرنیوالا ہوں اگرچہ مرتد ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ وہ پرایویٹ ہے اور وہ اسکی اشاعت کی اجازت نہیں دیتا ۔ مگر میں اسکی اس ہدایت کی پابندی نہیں کر سکتا اسلئے کہ وہ **ایک خطرناک دستاویز ہے جسمیں ریاست پٹیالہ کے پولیٹکل انقلابات کا ذکر ہے** اور اسی وجہ سے وہ ڈرتا ہے کہ اس کی حقیقت **ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ** پر کھل جاوے لیکن یہ تلخ تجربہ انشاء اللہ اُسے کرنا پڑیگا ۔ اور کسی نہ کسی رنگ میں یہ واقعات دربار پٹیالہ کے سامنے آنیوالے ہیں ۔ اس وقت حقیقت کھل جاویگی بہرحال اس خط کے ذریعہ اس مرتد ڈاکٹر نے

کردینے والی ہونگی۔ بہرحال یہ اعزاز نہایت برمحل ہوا ہے۔ بعض لوگ خصوصاً اس قابل تھے کہ ان کی قدر افزائی ہوتی۔ اور یہ امید کرنا شاید بے محل نہ ہو کہ آیندہ لگرہ کے موقعہ پر انہیں یاد رکھا جاویگا۔ ان میں ایک شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور ہیں جو ضلع گورداسپور کے مسلمانوں ہی نہیں پنجاب میں نہایت عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ رفاہ عام کاموں میں بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور سرکاری خدمات بدول کسی نالش کے کرتے رہتے ہیں۔ نواب ... بہت عرصہ پہلے خان بہادر ہو جانے چاہیئے تھے۔ مگر نہیں معلوم کیوں انکا نام اس فہرست میں نہیں آیا۔ ایسا ہی دہلی کے حکیم احمد سعید خاں صاحب جو وہاں کی میونسپلٹی کے نائب پریسیڈنٹ ہیں اور پبلک اور گورنمنٹ کی بہت سی خدمات کرچکے ہیں۔

حاذق الملک کو چونکہ مخصوص خطاب ہے۔ اسلئے بلحاظ انکی علمی خدمات اور قابلیت کے اور بلحاظ پبلک اور گورنمنٹ کی خدمات کے جو بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ اور وائس پریسیڈنٹ وہ انجام دے رہے ہیں۔ انہیں کوئی اعلےٰ طبقہ کا خطاب ملنا چاہئے۔ اس قسم کی فروگذاشتیں پبلک کو بعض اوقات افسردہ کرتی ہیں۔ امید ہے گورنمنٹ اپنے سچے خادموں کی جائز قدر افزائی کرکے دوسروں کو جرأت دلائیگی کہ وہ بھی پبلک اور گورنمنٹ کی بہتری خدمات کے لئے قدم اٹھائیں"

قومی تحریکیں

صدر انجمن کیطرف سے مندرجہ ذیل تحریریں برغرض اشاعت آئی ہیں جنکو قومی توجہ کیلئے درج کیا جاتا ہے
(ایڈیٹر)

اطلاع

چوہدری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبد اللہ منشی ضلعدار سرگودہا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کی خاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلد رسیدیں ان کو دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرمائینگے۔ جو چندہ دیں گے ان کو ان کی تسلی کے لئے چھپی ہوئی رسیدیں ملیں گے جنکا مثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

سرکلر میٹر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۰ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمنہائے احمدیہ یہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسے فی روپیہ اپنی ماہوار آمد میں سے سلسلہ کی چار بڑی مدات یعنے لنگر خانہ۔ ہائی سکول مدرسہ احمدیہ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد کو دس ہزار تک پہنچانیکی کوشش کیجاوے جس جوش اور اخلاص سے مختلف انجمنوں کے سکرٹری یا پریزیڈنٹ صاحبان نے اس موقعہ پر اس تجویز کی تائید کی اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی اس کارروائی کی بنا پر جو اپیل میں آپ کی خدمت میں اس وقت کرتا ہوں وہ بے سود نہ ہو گی۔

گزشتہ سال کی آمد پر جب میں نظر کرتا ہوں جسکی اطلاع مفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچیگی۔ اور اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۰-۸-۲۰۱۵۹ نظر آتی ہے جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۳-۷-۱۰۵۲۲ لنگر خانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۶-۸-۴۹۳۵۔ اشاعت اسلام- ۹-۱۱-۳۴۱۷- مدرسہ احمدیہ - ۶-۱۲-۱۲۷۳- ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ۔ اور دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ۔ عیدفنڈ۔ فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہائی سکول کو چھوڑ کر جسکو مختلف قسموں کی مدد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہو جاتی ہے یعنے چار ہزار روپے کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عیدفنڈ کی آمد۔ باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑہا رہا۔ اس طرح کہ اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹۔ اور لنگر خانہ میں ۱۰۲۵۔ یہ تو گذشتہ کی حالت ہے اور آئندہ کیلئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں ایک مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا۔ ادہر آمد کا اگر یہی حال رہے تو بارہ تیرہ سو سے بڑھنے کی امید کم ہے۔ یہی وہ حالات ہیں۔ جنپر غور کرکے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کیطرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ "اگر ہم انجمنوں کے ذریعہ صرف دس ہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کرسکیں اور یہ دس ہزار آدمی عہد کریں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگر خانہ مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کیلئے دیدیں گے تو پانچ ہزار روپے ماہوار یا ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہوسکتی ہے"۔ اب ایک اور سال کا تجربہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ابھی اس تجویز کو عملی رنگ میں لانے کیلئے کوئی دن کیا کچھ گھنٹے بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں اور بلاتوقف جو اس تجویز کو عملی جامہ بہت جلد پہنانا چاہیئے۔ مجلس معتمدین اور ممبران کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں یہ درخواست آپکی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کرکے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ پرزور تحریک کریں۔ کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں۔ مانا کہ ہماری قہری حکومت نہیں ہم کسی کو مجبور نہیں کرسکتے کہ ضرور اسقدر چندہ دو۔ اور وعدہ کرکے وقت پر نہ دو۔ ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبراً اس موعودہ رقم کو بھی وصول کرسکیں۔ لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبراً ہوئے ہیں۔ یا اب ان کو کوئی مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس میں شامل رہیں ہمارے جو احباب انشراح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب انشراح صدر سے ہی اس میں شامل ہیں۔ کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قایم کرنیکی غرض ہی خدمت اسلام۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر بھی ہم خدمت اسلام میں حصہ نہیں لیتے۔ تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلا سکتے۔ اور فرضی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دنیا کی طرف سے مورد طعن و ملامت ہو رہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح اور مہدی تھے جنکے آنیکا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کیلئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ اگر یہ سلسلہ خدانخواستہ خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں۔ ان کی بنیاد خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے۔ اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کرسکتا ہو۔ یہ کوئی جان کی قربانی نہیں کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں۔ ان بڑی بڑی دینوی امیدوں کی قربانی نہیں۔ جو ہر ایک دل میں ہوتی ہیں۔ ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر۔ مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہو سکتے ہیں۔ کتنی چھوٹی سی بات ہے کہ جو شخص سو روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھ لے کہ میں سو نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں۔ جو تیس روپے کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں تیس نہیں اکیس کماتا ہوں۔ یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصے کو کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدے بہت سے ہیں۔ اس حصہ کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہو جائیں گے اور ان میں برکت ہو گی۔ تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کرکے مضبوط ہو جائیں گے۔ تم انصار اللہ کہلاؤ گے۔ تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بن جاؤ گے۔ تم اللہ کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھیرو گے۔ تم سے پہلے ان لوگوں نے جنکے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا دعویٰ ہے وہ وہ قربانیاں کرکے دکھائی ہیں۔ کہ مالوں۔ گھروں جائدادوں۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں۔ عزت و جاہت سب کچھ قربان کرکے آخر جانیں بھی قربان کردیں۔ آج انکے نام آسمان پر روشن ستاروں کیطرح دنیا کے آخر تک چمکیں گے۔ ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور اسی راہ پر قدم مارنیکی کوشش کرو۔ اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں۔ جنہوں نے اپنی کل امیدوں کو خدا کی راہ میں قربان کردیا۔ یا جنہوں نے اپنے

مدرسہ احمدیہ اور احمدی قوم

مدرسہ احمدیہ اُس مدرسہ کا نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر دینی علوم کے لئے قادیان میں جاری کیا گیا ہے۔ قادیان کا نام دنیا میں جو کشش رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

صرف مذہب ہے

اس جگہ سے حقیقی مذہب اسلام کی صداقت اور احیا کیلئے ایک چشمۂ صافی پیدا ہوا۔ اور اس نے دور و نزدیک اس شیریں و خوشگوار آب زندگی کی نہروں کو پہونچا کر ایک عالم کو سرشار کیا۔ قادیان کے نام میں صرف یہی ایک کشش ہے۔ ایسے وقت میں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اور

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

کا مضمون صادق آرہا تھا۔ ایک فارسی الاصل بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم بنا کر بھیجا۔ جو گمراہانِ ملت کیلئے مصلح اور مریضانِ ہدایت کے لئے مسیح ٹھیرا۔ اس نے اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ مخالفین اسلام پر حجت پوری کی۔ اور اسلام کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلایل و براہین سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے زور آور حملوں نے اس سچائی کو ثابت کیا۔ اور زندہ اور تازہ نشانات اور علمی صداقتوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے موثر اور جاری رکھنے کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام قایم کیا۔ جو آج ہائی سکول کی صورت میں قایم ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے قایم کرنے میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اصل غرض تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غرض موضوع یا اصل مقصد نہ رہی بلکہ ایک ضمنی مقصد رہ گئی۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو محسوس کیا اور ۱۹۰۵ء میں مدرسہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ کی اور احباب سے مشورہ چاہا۔ اس وقت جو ترمیم اور تبدیلی حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ کے متعلق چاہتے تھے۔ اس نے ایک دینی مدرسہ کی اجرا کی شکل اختیار کی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد وہی مدرسہ دینیہ حضرت کی یادگار مقدس کی صورت میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے جاری ہوا اب تک اس مدرسہ کی طرف جیسی چاہیئے ویسی توجہ نہیں ہوئی۔ میرے بعض دوست جو تنگ ظرفی اور اصطلاح کے خیال سے اختلاف رائے کی قدر نہیں کرسکتے۔ وہ مجھے معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس مدرسہ کیطرف عدم توجہی کی وجہ سے ایک خطرناک غلطی ہوئی ہے۔ سالگذشتہ کے آخری حصہ میں مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسے اولوالعزم بزرگ کے سپرد ہوا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ کی اصلاح حالت کیطرف توجہ فرمائی ہے اور اس طرح پر یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ دینی مدرسہ کا انصرام اس وجود کے سپرد ہوا جو اس کا اہل و حقدار تھا۔ اس میں وہی جوش اور غیرت کام کر رہی ہے جو اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی۔ مدرسہ احمدیہ اس لحاظ سے کہ احمدی قوم کا نشان

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے

ہائی سکول سے بہرحال بہتر اور افضل حالت میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی موجودہ حالت نہایت قابل رحم ہے۔ طلبا کے لحاظ سے آجتک یہ کوشش کی گئی کہ جو طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام میں وظیفہ کے ذریعہ پرورش پا رہے تھے ان کو اس میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بحالیکہ یہ وظیفہ قابلیت پر نہیں دیئے جاتے ہے۔ اس مدرسہ میں ضرورت ہے کہ امرا کے بچے داخل ہوں تاکہ اس طرح پر ان کے گھروں میں بھی دینی تعلیم کا رواج ہو۔ اور وہ اپنی وجاہت اور خاندانی عظمت کے ساتھ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو خدمت دین کے لئے عمدہ موقعہ حاصل کرسکیں۔ اس خصوصیت میں بہترین نمونہ ہمارے بزرگ ٹرسٹیان صدر انجمن کو پیش کرنا چاہیئے تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ بچے دیئے ہیں۔ اگر وہ سب نہیں تو کم از کم ایک ایک بچے کو ہی مدرسہ احمدیہ میں بھیجتے۔ اور ان کے بعد اُن تمام دوستوں کو جو خدا کے فضل کر صاحب مال ہیں۔ مناسب تھا۔ اور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجکر ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے دینی تعلیم کو ہی مقدم کرلیا ہے۔ میں اس موقعہ پر اس ذکر کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو آجکل فورتھ ہائی میں پڑھتے ہیں، عنقریب دینی تعلیم کا کورس شروع کرنے والے ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ نے پسند فرمایا ہے کہ

وہ دینی تعلیم کو حاصل کریں

یہ نظیر ان دوستوں کے لئے قابل عمل ہے جو دینی اشاعت کے لئے ایک جوش دل میں رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! اگر تمہارے بچے۔ ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی ڈگریاں بھی حاصل کرلیں۔ اور سپنسر اور مل کے فلسفہ سے بھی زیادہ قابلیت حاصل کرلیں۔ لیکن وہ دینی تعلیم سے محض ناواقف ہوں

تو یہ ڈگریاں ہیچ ہیں!

احمدی قوم کے لئے جو امر باعث امتیاز اور ناز ہے وہ اس کی علمی اور عملی دینداری ہے۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھتی ہے۔ اور قادیان کا نام اشاعت اسلام اور عزت اسلام کا مترادف سمجھا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر مدرسہ احمدیہ کو خصوصیت سے ترقی نہ دی گئی اور اس کی جانب توجہ نہ ہوئی۔ تو یہ قابل ماتم امر ہوگا۔ پہلا فرض یہ ہے کہ ہمارے ان احباب کو جن کے بچے پہلے سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے رہے ہیں۔ اگر ایک سے زیادہ ہیں تو ان میں سے وہ ایک کو ضرور مدرسہ احمدیہ میں منتقل کریں میں یقیناً جانتا ہوں کہ بعض ایسے بھی ہوں گے جو اپنے اکلوتے بچوں کے لئے بھی پسند کریں گے کہ وہ دینی علوم کے ماہر ہوں۔ اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون باپ ہو سکتا ہے جس کا بچہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیوالا ہو۔ دنیاداروں کے بچوں سے فایدہ اُٹھانا کوئی یقینی امر نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یقینی بات ہے کہ اگر ایک باپ اپنے بیٹے کو اس نیت سے دینی علوم پڑھاتا ہے کہ وہ خادم دین ہو تو اس کی اس نیت کا اجر اسے ضرور ملیگا۔ اس لئے یہ ایک موقعہ ہے کہ احباب توجہ کریں۔ اور اس مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔ اسکے بعد دوسرا فرض احمدی قوم کا یہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کے لئے مستقل چندوں سے مدد دیں۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی فہرست شایع ہوگئی ہے مجھے ضرورت نہیں ہے کہ اس پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ البتہ میں ہمعصر پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اعلےٰ طبقہ کے اعزازوں میں دیسی شرفا کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ان کی شاندار خدمات عموماً خانصاحب یا خان بہادر اور رائے صاحب۔ یا رائے بہادر کے لایق پائی جاتی ہیں۔ خطابات کے عطا کرنے میں اگرچہ رموز مملکت کو سرکار خوب سمجھتی ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بعض اوقات قابل اور جائز حقدار گو وہ اپنی خدمات کا اعتراف نہ بھی چاہتے ہوں محروم رہجاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ہمعصر زمیندار کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا رجحان خطاب حاصل کرنے کیطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خطاب دلانیوالا گروہ ہے۔ علاوہ بریں اخبار نویسوں کے لئے خانصاحب یا خان بہادر کے خطاب کچھ موزوں بھی معلوم نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اگر کوئی خطاب دینے ہی ضرور سمجھے جائیں۔ تو اُن میں ان کے کام کا رنگ ہونا چاہیئے۔ جیسے دبیر الملک وغیرہ"

نئے سال کے خطاب پانیوالوں میں سے عالیجناب نفیر سید افتخار الدین عزت نشان کا خطاب سی۔ آئی۔ ای ایسا ہے جو پنجاب اور صوبہ سرحدی میں نہایت شکرگذاری کیساتھ دیکھا گیا ہے۔

نفیر صاحب کی خدمات بہ حیثیت سفیر کابل ایسی ہیں۔ کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس صورت میں اگر انہیں سی۔ آئی۔ ای کے طبقہ سے بڑھ کر کوئی اعزاز دیا جاتا۔ تو عین مناسب ہوتا جیسا خیال کی طرح یہ امید کرنیکے موقعہ نہیں ہے۔ غالباً گورنمنٹ نے اپنی اظہار قدردانی کو بالفعل عطائے خطاب اور ترقی منصب کی ایک نوٹیں تقسیم کرنا مناسب سمجھا اور اعلےٰ خطاب کی امید کسی آیندہ موقعہ پر ملتوی رکھا۔ نفیر صاحب کی خدمات متعلقہ بندوبست اس پر انشاءاللہ ادر بھی اظہار

مالوں کے بڑے حصے کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا ۔ تو تم خود ہی غور کر کے دیکھ لو کہ آیا وہ فی الواقعہ دنیا میں غریب اور ذلیل ہو گئے ؟ اور معیشت کی تنگی ان پر وارد ہو گئی ؟ اور اگر تم سے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے مالوں کے کسی معتدبہ حصہ کو اس راہ میں آجتک صرف نہیں کیا تو کیا وہ اس کے نہ دینے سے دنیا میں معزز اور امیر بن گئے ہیں ؟ یہ مال جو تم کماتے ہو یہ تو کسی نہ کسی طرح فنا ہوتے چلے ہی جاویں گے مبارک ہے وہ جو ان کے کسی حصہ کو قربان کر دیتا ہے ۔ کیونکہ یہی وہ حصہ ہے جو بیج کیطرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا ۔ پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ ۔ ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں ؟"

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب اب تک چندہ نہیں دیتے ۔ یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمدنی کے بیسویں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں ۔ ان سے کم از کم اس حساب چندہ لیا جاوے ۔ نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کر دیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینہ کے مہینہ اس رقم کو شروع سے ہی کاٹ کر الگ کر دیں ۔ اور وصول کرنیوالے بھی یہ کوشش کریں ۔ کہ وہ دوسرے مہینہ تک بقایا نہ رہنے دیں ۔ کیونکہ اس طرح دینے والے کیلئے مشکل ہو جاتا ہے (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۳۱ جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہونچ جانی چاہئیں ۔ تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے ۔ اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جا سکے ؟"

نوٹ ۔ جو احباب وصیت کے رو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں ۔ ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاویں گے ؟"

نوٹ ۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کیجاوے اور جو نہ شامل ہو سکیں ۔ ان کو اس تجویز میں شامل کرنیکیلئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ جوش ڈالے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے والسلام ۔

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

خدا نگہ نوازی

۱۴ ۔ جنوری ۱۹۱۱ء کی گذشتہ شب کو یہ عاجز کسی سبب سے بیدار ہوا ۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور اکثر بھائی بہنوں کے پاس جو تحصیل رضاء الہی کے لئے قادیان میں آئے ہیں ۔ لحاف نہیں ہیں ۔ اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا اور آجاتا ہے ۔ جسکے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے ۔ ابتک ۲۷ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں ۔ کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں ۔ نیز چند کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہوں گے ۔ لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفا جمع ہیں ۔ اور آیندہ آمد کا دروازہ کھلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں ۔ اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا ۔ نیچے تو بیچارے مسافر کبیر گھاس بچھا لیتے ہیں ۔ لیکن اوپر کے لئے ضرور آجکل لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے ۔ اس لئے مسافر اور ضعفا مجھ سے مانگتے ہیں ۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفا کا مہتمم بن بیٹھا ہوں ۔ مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف ہو چکے اور ہنوز مانگ باقی ہے ۔ میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور بیقراری بڑھنے لگی ۔ یہانتک کہ میں چشم پر آب ہو گیا ۔ میرے دل نے اپنے مالک رب کیطرف رجوع کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے ۔ اس وقت میرے دل میں کچھ ٹھہرا ۔ جس سے میں اطمینان پا کر سو رہا ۔ صبح کو میں نے بعد نماز صبح اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا ۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی ۔ وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ کسی کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اتری جس میں لوگ اتر کر پانی پیا کرتے تھے ۔ جب وہ پانی پی کر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اس عورت کے دل میں اس کتے کی حالت پر رحم آیا ۔ اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اتری اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی ۔ اور اس کتے کو پانی پلایا اس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دیا ۔ یعنے اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی ۔

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں ۔ یا نہیں اور شفقت علیٰ خلق اللہ ۔ معاذ اللہ کہا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں ۔ اس کتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جسکو رحم کر کے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی ۔ اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں ۔ بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کتے سے زیادہ پیارا سمجھتے اور ضرور بہشت کے خواہشمند ہیں ۔ لیکن مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے عزیز بھائیوں کی تنگی پر مطلع نہیں ہیں ۔ لہذا میں انہیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت سرما کا ہے ۔ اور ہنوز جاتا نظر نہیں آتا اور لحاف و کمل کی یہاں نہایت ضرورت ہے کل احمدی جماعت توجہ فرماوے ۔ لحاف کمل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے ۔ جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرماویں ۔ روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنا لیں یا لحاف و کمل خود بنا کر و خرید کر عنایت کریں ۔ ایسا نہ ہو ۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود ۔ مارگزیدہ مردہ شد حدیث شریف میں ہے من لا یرحم لا یرحم جو کسی پر رحم نہیں کرتا ۔ اس پر خدا بھی رحم نہیں فرماتا ؟" وما علینا الا البلاغ ؟"

الملتمس ناصر نواب قادیان ۱۵ ۔ جنوری ۱۹۱۱ء ۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام ایک خط ۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیش گوئی جسطرح باطل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جسطرح پر شرمندہ کیا ہے ۔ اس کا ذکر الحکم کے غیر معمولی پرچہ میں کیا جا چکا ہے ۔ حضرت فاضل امروہی نے ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کو ایک قابل قدر خطبہ اسی مضمون پر پڑھا ۔ فاضل امروہی کا بیان اور تحریر جیسی جامع اور مانع ہوتی ہے ۔ اسے ان کے دشمنوں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے ۔ اور علمی طور پر ان کی تصانیف کو لاجواب مان لیا ہے ۔ فاضل امروہی کے خلف الرشید سید محمد یعقوب صاحب نے اس خطبہ کا خلاصہ لیکر ڈاکٹر موصوف کو ایک خط لکھا ہے ۔ جس کو میں سعید صاحب موصوف کی مہربانی سے شایع کرنیکے قابل ہوں ۔ اس خط کو پڑھ کر کانے دجال کا طلسم ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے ۔ اور ہماری جماعت کے ہاتھ میں ایک کارگر حربہ اور معیار ہاتھ آ جائیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو توفیق دے کہ وہ آیندہ بھی خدمت دین کیلئے ایسا جوش پا سکیں ۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب ۔

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے ۔ کہ آپکا خط مورخہ ۱۱ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء بنام حضرت قبلہ مولوی صاحب صادر ہوا تھا ۔ اور بموجب آپ کی تحریر کے نہ اس خط کی اشاعت میعاد معینہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک کیگئی تھی اور نہ اس کا جواب آپ کو لکھا گیا تھا ۔ اس لئے کہ بموجب ارشاد خدا بقاعدہ استثنا متصل کے جز الا من خطف الخطفة فاتبعہ شہاب ثاقب ؟" میں ہے کچھ شیطانی خطفہ آپکو ہو گیا ہو گا ۔ اور بدیں وجہ کوئی جزو پیشگوئی کا واقعہ ہو جاوے ۔

لیکن بتاریخ ۱۲ جنوری تک آپ کی تمام پیشین گوئی باطل نکلی ۔ اور ایک خطفہ شیطانی بھی سچا نہ نکلا ۔ لہذا اب مناسب معلوم ہوا کہ آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جاوے شاید آپ کو تنبیہ ہو کر ہدایت حاصل ہو جاوے ۔ لہذا ۱۳ ۔ جنوری کو جمعہ کے خطبہ میں سے جو کہ حضرت قبلہ نے پڑھا ہے ۔ انتخاب کر کے جواب خط روانہ کرتا ہوں ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں مولوی صاحبان کی پیشینگوئی ۔ یعنی مولوی نور الدین صاحب و شیخ یعقوب علی (ایڈیٹر الحکم) کی جز موت بطور مباہلہ کے نہ تھی ۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں ۔ کہ میری سنگی دعائیں بھی اس کے لئے موجود ہیں جنکا وقوع قبل از وقت مجھکو معلوم ہو چکا ہے ۔ اور اس الہام کے ساتھ بھی دعائیں اور نیز عالم رویا میں آپ نے یہ دعا بھی کی ۔ کہ اگر مولوی نور الدین سچے ہیں تو مجھے ان کی طرف پھیر دے ۔ اور اگر میں سچا ہوں تو میری طرف ان کو رجوع کر دے ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا

کہ آپ کے شیطان ملہم کو آپ کے حق ہونے میں تردد ہے اور اسی لئے یعنی آپ دعا بھی کرتے ہیں کہ اے خداوند اس عاجز (یعنی مولوی نوردین) پر رحم کر۔ اندریں صورت۔ مباہلہ کیا۔ کیونکہ مباہلہ میں تو ہر ایک فریق کو اپنی حقیقت قطعی ہوتی ہے۔ ورنہ فریقین میں سے کوئی فریق مباہلہ کیونکر کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:- نجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ادھر آپ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک بےعلم۔ بےعمل۔ گنہگار انسان ہوں نیز اکوئی دعوے نہیں ہے۔ اور یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ کوئی تاریخ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء سے زیادہ نہیں کی گئی۔ اور اس پر علاوہ یہ ہے کہ آپنے اپنے تفسیر القرآن ہونے قرآن میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے۔ اور ابھی تک اُن دلایل کو منقوض نہیں کیا گیا۔ اور نیز بعض اپنے رویا اور الہامات سابقہ سے بھی حضرت اقدس کی صداقت آپنے ثابت کی ہے۔ اور بیس برس تک آپ ثابت کرتے رہے د تلک عشرۃ کاملۃ پس اس لئے از برائے خدا گذارش ہے کہ آپ ان سب امور عشرہ پر غور کر کے اپنے ارتداد سے توبہ کریں اور خوب یاد رکھیں کہ مسایل دین اسلام کے ایسی خوابوں اور الہامات شیطانی سے داگرچہ کوئی جز اُن کا پورا بھی ہو جائے) اور پھر مسایل کچھ دین اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بعض خوابیں کنجری اور کنجروں کی بھی سچی ہو جاتی ہیں۔ اور حکمت الٰہی اس میں یہ ہے کہ اس نظیر کے موجود ہونے سے ہر ایک انسان پر کارخانہ نبوت کی تصدیق کے لئے اتمام حجت ہو جاوے۔

ڈاکٹر صاحب خوب یاد رکھیں کہ جس طرح علوم ظاہری میں تلبیس اور اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض اور خوارج وغیرہ وغیرہ اپنے نشانات باطلہ اور وساوس باغوائے شیطان پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی تلبیس اور دجالیت جاری ہے کما قال اللہ تعالیٰ:- ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم۔ صد افسوس! کہ آپ نے حقیقت الوحی کے باب اول و دوم و سوم کا بھی مطالعہ نہیں کیا جو خاص آپ کے لئے لکھا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ بےعلم ہیں کما هو اقرارکم۔ جناب قبلہ کے رسایل علمیہ کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر آپ کو طلب حق ہے تو ان علمی رسایل کو بھی مطالعہ فرماویں۔ اور یا صرف دو ہفتہ کیلئے طالب علم اور تصفیہ ان مسایل متنازعہ فیہا کیلئے جناب قبلہ کے پاس تشریف لے آویں۔ بالفعل تو آپ کی تشریف آوری سے کچھ مابہ الامتیاز بھی مابین استراق السمع اور الہامات ربانی کے آپ کی خدمت میں گذارش کیا جاتا ہے۔ الہامات شیطانی کی نسبت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ ملاء الاعلیٰ کے اخبار جو متعلق قضاء و قدر اہالی عرض کے ہوتے ہیں شیاطین پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ اور آسمان کے ہر ایک طرف سے وہ سنگسار کئے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب ان پر واقع ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی کلام اخبار میں سے سن بھاگتے ہیں۔ تو ایک ستارہ روشن اُن پر گرتا ہے۔ انتہی حاصلہ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے

کہ کوئی کلمہ اخبار غیب میں کا اولیاء شیاطین کو بذریعہ شیطان بھی پہونچ جاتا ہے۔ پس ایسے کلمہ کے پورے ہونے سے اولیاء نکا تقدس اور مطہر اور مقرب من اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت بھی کاہنوں نے آل فرعون کو خبر دی تھی۔ اور وہ پوری ہو گئی۔ مگر یہ پیشین گوئی کرنیوالے رسول نہیں ہو گئے۔ ہر دو صورت گر ہیچ مانند رواست۔ آپ نے تو آپ شیر ہی صفا مت بلکہ بلعم باعور جو قبل مقابلہ کرنے حضرت موسیٰ کے ولی مستجاب الدعوات تھا۔ اور رویاء صادقہ اور الہامات بھی اسکو ہوتے تھے۔ وہ بسبب مباہلہ یا مقابلہ کرنے ایک مامور من اللہ کے مردود جناب باری ہو گیا۔ جسکا قصہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں مذکور فرمایا ہے:-

واتل علیھم نبا الذی اتینہ ایتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین الخ

اب پھر میں آپ کی ہمدردی کر کر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ آیات اور نشانات مندرجہ تفسیر جو آپ کو دیئے گئے تھے۔ اب بیس برس کے بعد کیوں اب ان سے منسلخ ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلعم منسلخ ہو گیا تھا۔

اور شیطانی الہامات کے تابع ہو کر غاوین میں کیوں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان آیات سے آپکا رفع ہو سکتا تھا۔ پھر پستی کی طرف جھک کر اپنی ہوا اور ہوس کے کیوں آپ متبع ہوئے ہیں کیا ایسے لوگوں کی مثال پر آپ تدبر نہیں کرتے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث یہ قصہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آپکے تفکر اور تدبر کے لئے فرمایا تھا۔ کما قال اللہ تعالیٰ ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ ساء مثلا ن القوم الذین کذبوا بایتنا وانفسھم کانوا یظلمون۔ اپنے ان تمام آیات کی تکذیب کر کر جو کچھ کہ آپ کو حاصل تھا۔ اس کو بھی آپ نے غارت کر دیا جیسا کہ بلعم نے تمام اپنے کمالات کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھو دیا۔ صدق اللہ تعالیٰ من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخسرون۔ آپ نے تو اس زمانہ کے موسیٰ ع کی نسبت یہ الہامات بھی دیکھے ہوں گے کہ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ لعلی اطلع علی الہ موسیٰ۔ یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پھر آپ نے بزا عدین موسیٰ کا حال بھی مد نظر کر لیا ہوگا۔ اور عصا موسیٰ کو بھی دیکھ لیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ افسوس! کہ آپ کو ان سے بھی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر ابتک بھی آپ کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ آپکا اقرار ہے کہ مجھ کو کوئی دعوے نہیں۔ پھر اس مدعی کو جس کی تصدیق ہزاروں نشانات آسمانی اور زمینی سے ثابت ہو چکے۔ تاہم آپ اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور خود ہی بلعم اور ملہم بن گئے۔ مگر یہ تو کہو کہ آپ نے کونسی جماعت متقین کی تیار کی جو آپ کی متبع ہوئی ہو۔ اور پھر

آپ کی متبع ہو کر وہ جماعت کیا نتیجہ حاصل کرتی۔ جبکہ آپ خود کہتے ہیں۔ کہ میں بےعلم اور بےعمل گنہگار ہوں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم برکند عاقبت کفر و دین

یہ حال ہے ان الہامات شیطانی اور خوابوں کا۔ جو الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب کا مصداق ہیں از برائے خدا ان خوابوں اور الہاموں شیطانی پہ آپ فخر اور ناز نہ کریں۔ مبادا کوئی گولا آسمانی جیسا کہ روحانی طور پر آپکے شیطان پر گرتا ہے۔ کہیں ظاہری طور پر بھی آپکے اوپر نہ گر پڑے۔ علاوہ اس خطفہ شیطانی کے اوضاع سماویہ و اطوار رمانی الجو وغیرہ وغیرہ بھی اسباب بعض علوم ہو جاتی ہیں۔ جنکو علم لدنی سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہوتی ہی علم آب ہوا وغیرہ کے وفاتر گورنمنٹ عالیہ میں موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیاں کیجاتی ہیں۔ اور بعض اُن کی واقع بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ جملہ پیشین گوئیاں بھی تقرب الٰہی سے کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی ہیئت دان ان کے ذریعہ سے دعوی تقرب الٰہی کرے۔ تو وہ بھی ملعون ہے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل را در وفا

ہاں یہ بھی سن رکھیئے کہ جو کوئی پیشین گوئی حضرت اقدس کی آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ آپ صرف دو ہفتہ کے لئے تشریف لاکر علی منہاج النبوۃ اس کو سمجھ لیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی جملہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مگر چونکہ آپ بموجب اپنے اقرار کے جاہل اور بےعلم ہیں اس لئے آپ کو [illegible] اُن کی فہم و علم [illegible] ضرورت ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ؎

سر انجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جس مامور من اللہ کی صداقت ہزاروں نشانوں سے صادق ہو چکی ہو اسکی پیشین گوئی جھوٹی ہو سکے۔ پھر تو وہ ضرور کاذب ہو جاویگا۔ کیونکہ یہ بھی تو ایک معیار اسکی صداقت کا ہے۔ اور یہی مابہ الامتیاز ہے درمیان خطفہ شیطانی اور الہامات ربانی کے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فی الہامات الرسل والانبیاء عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شیء عددا۔ دوسری جگہ پر آخر آیت کی تفسیر یوں فرمائی گئی۔ کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اس آیت میں اندک تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس شخص پر کہ جسکی رسالت کو پسند فرما لیا ہو۔ اس کو اپنے

سخت کرب رہا۔ اس کرب میں جب کہ زخم کو صاف کیا گیا۔ آپ کثرت کے ساتھ

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ

پڑھتے تھے۔ اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے تھے اس وقت بے حد تکلیف تھی۔ یہانتک کہ آپ ... کہا کہ کلوروفارم ہی سنگھاؤ۔ مگر بدون کلوروفارم کے زخم کو دھویا گیا۔ آج سے آپ کی تکلیف بڑھنی شروع ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ اور بخار کا بڑھنا ہی تھا کہ ... نے حلہ کیا ... کو مناسب سمجھا گیا کہ لاہور سے اپنے ڈاکٹروں کو مشورہ کے لئے بلایا جاوے۔ اس پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کسی یوروپین سول سرجن کو بھی بلایا جاوے ... مشورہ میں اور بھی مضبوطی ہو۔ اس رائے کو احباب نے پسند کیا اور فوراً اس کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۔ جنوری ۱۹۱۱ء کو میڈیکل کالج لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ہرڈ کو ہمارے احباب نے منتخب کر کے بھیجا۔ خود ڈاکٹر صاحبان نے رخصت کیلئے از حد کوشش کی مگر افسوس ہے۔ انہیں رخصت نہیں مل سکی۔ تاہم انہیں ثواب ہو گیا۔ ڈاکٹر ہرڈ نے بعد دوپہر حضرت کو دیکھا۔ اور ہر طرح اطمینان ظاہر کیا۔ نبض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبض تو جوانوں کی سی ہے۔ جیسے تیس سالہ جوان ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں میں نے نبض کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی۔

دراصل حضرت کی قوت کسی غذا پر منحصر نہیں رہی۔ بلکہ یہ قوت و توانائی نتیجہ ہے اس تعلق کا جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ آپ خدا کی محبت کے جام سے ہی سرشار اور سیر رہتے ہیں۔ حضرت کی علالت میں ہی یہ مضمون بھی ہمنے مشاہدہ کیا۔ کہ بیمار کو اللہ ہی تھکاتا اور رکھتا ہے۔

بہرحال ڈاکٹر ہرڈ اپنا مشورہ دیکر اور آج زخم کو دوہرا کر بھی درست کر کے ضروری ھدایات متعلقہ علاج وغیرہ دیکر چلا گیا۔ رات حضرت کو سخت بے خوابی اور کرب رہا۔ رات کے آخری حصہ میں آپ نے قلم دوات منگا کر کچھ لکھا۔ اور دو جدا جدا لفافوں میں بند کر کے اپنا انگوٹھا سیاہی سے لگا دیا۔ ہم نہیں جانتے ان لفافوں میں

کیا راز سربستہ ہے

مگر اس سے حضرت کی احتیاط کی کیسی درخشان نظیر پائی جاتی ہے۔ ان کرب کی گھڑیوں میں بھی آپ نے جو مناسب وقت سمجھا لکھا۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریر بہرحال ہمارے لئے بابرکت اور مفید ہے۔ جسکا اپنے وقت پر اظہار ہوگا۔

اس وقت میں سطور لکھ رہا ہوں حضرت کی طبیعت بدستور ناساز اور مضمحل ہو رہی ہے۔ ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اور ورم اگرچہ چہرہ پر کسیقدر کم ہو گیا ہے۔ مگر وہ نیچے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت کی دماغی حالت اس وقت تک خدا کے فضل سے بہت درست اور صحیح ہے۔ خدا کے فضل سے ہر قسم کی بھلائی کی امیدیں ہیں۔ وہ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نکالنے دجال کو اپنے دعاوی میں کاذب ثابت کر دیا۔

جو عجیب بات ہمارے احباب کے قلوب کو خوش کرتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس کرب میں بھی آپ کی

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی

جس سے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناخدائے قوم کو جلد شفا دیوے۔ (آمین)

جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے ترتیب محولہ بالا کاغذ لکھے اس وقت بعض خدام کو موقعہ ملا کہ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت نیک اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے حضور کا انسے محبت ہے۔ اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی ان کے متکفل ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو مضبوط پکڑ و اور

اپنے بس میں کر لو

یہ ارشاد اور نصیحت ایسی جامع اور مختصر ہے کہ اس پر صدہا صفحے لکھے جا سکتے ہیں۔ توکل علی اللہ کی گویا تعلیم آپ نے دی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عملی رنگ میں تمہارا محبوب۔ معبود۔ اور مقصود ہو جاوے۔ اور تم اس پر ایسا عمل کرو کہ گویا یہ عمل تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

جو اس کا ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اسکے وجود کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ سچے معنوں میں اس کی خادم ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقی طور پر اس کا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کو عملی رنگ میں خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ اور فی الواقعہ ہمنے دیکھا ہے کہ آپ کا یہی مشغلہ ہے۔ ایسی حالت میں کہ دوسرے انسان یہی یقین کرتے ہوں کہ شاید آپ کا آخری وقت ہے۔ یہ تعلیم بتاتی ہے کہ آپ دنیا میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوع انسان کے لئے آپ کس عمل کو مفید اور موثر۔ اور مبارک جانتے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ آپکو کوئی خواہش ہے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جسوقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بدر کیلئے لکھوا رہے تھے۔ میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھ کر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجودہ نے بتایا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للّٰہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دونگا یا سنا دونگا۔ بہرحال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار کا مناسب موقعہ دیکھ کر فرمایا ہے۔ امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئیگی۔ اس پر مفصل پھر لکھونگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرہ (ری سیس) جو کہ دوبارہ چیرا دینے کے بعد چہرہ پر ہو گیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے اور بخار بھی اتر گیا ہے طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونیلگا تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے آپنے جواب فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ اسکے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم قرآن پر دار رہو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاؤں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا میں نے بہت کمایا بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں کہ کچھ اسمیں ایمان نہ جاتا رہے پھر بہت دفعہ درد انگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جاوے۔ پھر کئی بار فرمایا اللّٰهم ارض عنی۔ اللّٰهم ارض عنی۔ اللّٰهم ارض عنی۔ اسکے بعد میں نے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہانتک سنا چکا تو فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت راضی ہونگا۔ اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں۔ مجھے طمع نہیں ... فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رازق ہے دنیا سے اور مزویت سے زیادہ دیتا ہے۔ جھگڑا اور جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اس میں تمہاری عزت باقی رہے گی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دل کی طمع سے حکم نہیں دیا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔ بہت مسلمانوں میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کیلئے دعا کرو پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالمحمد رسولا۔ اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا جاؤ حوالہ بخدا۔ ا+

نوٹ:۔ حضرت جیسا کہ ان مضامین کا طرز بیان ...

غیب پر مطلع فرمادیتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو کوئی دعویٰ نہیں۔ پھر کیونکر آپ استثنا الا من ارتضیٰ من رسول میں داخل ہوکر آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجکو غیب خداوندی پر پوری اطلاع ہوئی ہے۔ یعنے وہ اطلاع جو اخیر آیات میں رسول کے لئے مذکور ہے آپ کی ان دونوں قولوں میں تو بڑا تناقض واقع ہے۔ کہ آپ کو رسول مرتضیٰ ہونیکا دعویٰ بھی نہیں ہے۔ معہذا آپ پورے طور پر غیب خداوندی پر مطلع ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ یعنی رسول مرتضیٰ ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا اس آیت پر آپ کا ایمان نہیں۔ جو تناقض کا ہونا کلام الٰہی میں ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا کلا وحاشا ؛

پس آیت میں کوئی تناقض واقع نہیں ہے۔ آپکا شیطان ملہم ہی ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھوڑے پر سے گرجانے میں۔ اور اس آپ کی پیشین گوئی سے دو نشان ہمارے لئے واقع ہوئے۔ اول تو آپ کے شیطان ملہم کا جھوٹا ہونا۔ دوسرا یہ کہ حضرت اقدس جری اللہ کا ایک مکاشفہ پورا ہوا۔ یعنی یہ مکاشفہ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے۔ جسکے سبب سے کئی بیماریاں حضرت خلیفۃ المسیح کو وارد ہوگئیں۔ اور آپ کے شیطان نے استراق سمع کرکے اور آپ کو اغوا کرکے جھوٹا کر دیا۔ اور یاد رکھیئے کہ جب تک کسی ملہم کی صداقت دلایل شرعیہ یقینیہ سے ثابت ہو جاوے۔ تب تک اس کا الہام حجت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر آپ دوسفنے کے واسطے حضرت قبلہ کے پاس نہیں آسکتے تو میری ہر ایک بات کا جواب جو اس خط میں تحریر کی گئیں ہیں علمی جواب دیویں۔ ورنہ ایسے الہامات شیطانی اور خوابوں سے کونسا نتیجہ آپ کو حاصل ہوسکتا ہے۔ بجز اس کے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین کے آپ مصداق بنجائیں۔ بلکہ آپ بن گئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مقام احد میں شیطان نے سبکے کان میں یہ آواز پہونچا دی تھی۔ کہ الا ان محمدًا قد قتل اور پھر بعض ضعیف الایمان لوگوں کے پیر بھی اکھڑ گئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے دو ایک دندان مبارک بھی شہید ہوگئے تھے۔ اور دو ایک چوٹیں بھی سخت آگئی تھیں۔ مگر اس آواز شیطانی کا جواب اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے کیا یہ نہیں ملا تھا۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ء افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم ومن ینقلب علے عقبیہ فلن یضر اللّٰہ شیئًا وسیجزی اللّٰہ الشاکرین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے شیطان ملہم کے استراق سمع سے کوئی رکن سلسلہ احمدیہ کا فوت بھی ہوجاوے۔ تب بھی اس سلسلہ حقہ کی بنیاد ایسے دلایل قاہرہ کتاب وسنت سے اور نیز نشانات آسمانی اور زمینی سے مستحکم اور مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ کسی کی موت اور فوت سے اس کو جنبش بھی نہیں ہوسکتی۔ کما قال اللہ تعالےٰ فلن یضر اللّٰہ شیئًا

چہ جائیکہ وہ خطرہ شیطانی جھوٹا بھی ہوجاوے۔ لہذا پھر میں عرض کرتا ہوں کہ از برائے خدا آپ اپنے استراق سمع شیاطین پر فخر اور ناز نفرمایا کریں۔ چہ جائیکہ وہ استراق سمع وقوع میں بھی نہ آوے۔ اور اس میری تحریر کو بڑے غور وفکر اور تدبر سے پڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ

تنبیہ :۔ اور ہم جو ذلت موت وفوت مخالفین ومعاندین کو ان کے بطلان کی دلیل گردانتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مابین فریقین کے مباہلات واقع ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ کب واقع ہوا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے رویا میں بھی آپ تو دعائیں کر رہے ہیں۔ پس فنجعل لعنت اللّٰہ علے الکاذبین کی وعید بھلا تیر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ ان مباہلات واقعہ میں اور آپ کی ان دعاوں میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس تحریر میں وہ فرق جو درمیان ایسے مدعی کے جسکے دعاوی دلایل قاہرہ سے ثابت ہوں۔ اور درمیان اقوال ایسے شخص بے علم کے جسکا کوئی دعویٰ ہی نہ ہو واقع ہیں میں نے ان کو واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ اور نیز وہ تفاوت جو درمیان استراق سمع اور الہامات ربانی کے واقع ہے اس کو کھولکر لکھہ دیا ہے۔ اور نیز وہ ذلت موت وفوت کی جو مباہلے سے مخالفین پر واقع ہوں۔ اور وہ موت جو بغیر مباہلے کے واقع ہو۔ جو کچھ ان دونوں امور میں فرق ہے اس کو بھی نظائر اور شواہد کتاب وسنت سے وضوح کے ساتھ واضح کر دیا ہے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آپ کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ لہذا اب آپ پر لازم ہے کہ بموجب اپنے رویاء کے الباطل کو چھوڑ دیں۔ اور الحق کو اختیار کریں۔ اور بموجب ہدایت اپنی رویاء کے بڑی محبت کیساتھ ہم سے بغلگیر ہوجائیے۔ وما علینا الا البلاغ ورنہ ویل یومئذ للمکذبین سورہ المرسلات میں دس مرتبہ موجود ہے۔ آپ اُس ویلوں کے مستحق ہوجاویں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والسلام علے من اتبع الھدیٰ ؛

خاکسار۔ سید محمد یعقوب فرزند حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن احمدی امروہی عفی اللہ عنہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۴ء

قطعہ تاریخ بیعت

از خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حسین۔ ایم اے ایس۔ سابق مالک رسالہ ایشیا امرتسر۔

بیعت ڈاکٹر ما است بگو طغرا ئے
ملت مہدی معہود دُر دیگر سُفت
چوں سر خامہ نگوں گشت بہ فرطاس خیال
کلک بنوشت کہ اللّٰہ گل تازہ شگفت

ایوانِ خلافت

۲۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی دوپہر تک جبکہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے گذشتہ ایام میں حضرت کو درد شقیقہ کی شکایت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن طبی تشخیص سے معلوم ہوا۔ کہ وہ شقیقہ نہیں۔ بلکہ پہلے زخم کا کسیقدر مواد ردیہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے اندر ہی اندر اپنا راستہ بنالیا۔ جسکی وجہ سے سخت درد ہوتا رہا اور ٹکور کے ساتھ ساتھ آنی آرام بھی ہوجاتا رہا۔ مگر حضرت کی طبیعت اس سے مضمحل ہوتی رہی۔ آخر حضرت نے تجویز کی کہ بعض ڈاکٹر صاحبان کو بلا کر مشورہ کرنا چاہیئے کہ کیا باعث ہے۔ ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب اس غرض کے لئے گذشتہ اتوار کو دار الامان پہونچے۔ اونہوں نے بھی یہی تشخیص کیا کہ مادہ باقی ہے۔ اس کو نکالنے کیلئے اپریشن کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسرے ڈاکٹروں سے بھی اگر مناسب ہو مشورہ کرلیا جاوے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی تو پہلے سے یہ رائے تھی۔ بہرحال اپریشن جدید کے لئے پھر وہی اختلاف رائے احباب میں ہونے لگا۔ حضرت کے متبعین تو خصوصیت سے اس امر کے مخالف تھے کہ جدید اپریشن ہو۔ ان کی وجہ مخالفت صرف مولوی صاحب کا ضعف اور نقاہت تھی۔ بالآخر ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اوپریشن کر دیا۔ اوپریشن کے وقت حضرت کو کلورا فارم سونگھایا گیا۔ یہ امر نہایت ہی چابکدستی اور صفائی سے ہوا۔ چیر دینے پر اس میں سے پیپ نکلی اور حضرت کو گونہ آرام اور سکینت معلوم ہوئی ہوش آنے پر دریافت کیا کہ کہتے ہیں کلورا فارم دینے سے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ کیا مجھ سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ احباب نے عرض کیا کوئی نہیں۔ آپ تو اسقدر عرصہ بالکل خاموش رہے۔ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب نے عرض کیا کہ دراصل مے نوش اور نشوں کے استعمال کرنیوالے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ جنکا اندرونہ گندا اور خیالات ناپاک ہوتے ہیں۔ میرے لئے یہ مضمون بھی حضرت کی پاک سیرۃ پر غور کرنے کے قابل تھا۔ کہ بیماری تو پہلے ہی انسان کی بناوٹ اور تصنع کو دور کر دیتی ہے۔ اب اس کو کلورا فارم کے عمل سے بالکل حقیقت آشکار ہوجاتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک مقدس اور مطہر قلب دیا ہے۔ اور آپ کے دماغ میں بجز اعلیٰ درجہ کی معرفت اور خدا شناسی کے دوسرے خیالات ہی نہیں۔ اس لئے اس بے ہوشی کی حالت میں آپ کے دماغ پر

پوری سکینت اور اطمینان کا غلبہ تھا

کوئی ایسی بات آپ کی زبان سے نہیں نکلی جو پراگندہ خیالات کا نتیجہ ہوسکتی۔ عمل جراحی کے بعد دوسرے دن آپ کو سخت تکلیف رہی۔ غذا بالکل بند ہوگئی طبیعت میں اشتہا باقی نہیں۔ اگر کچھ دیا بھی تو قے ہوگیا۔ یہ قے ڈاکٹروں کے نزدیک کلورا فارم کے عمل کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۴ء کو آپ کو

مرتد ڈاکٹر کی بیحیائی اور عذر نامعقول

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اکدن ندامت آئے [illegible]

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانے دجال) کو حضرت [illegible] المسیح کے مقابلہ میں جو ذلت اور شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ہونا چاہئیے تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا۔ اور حق کو قبول کرتا۔ مگر نہیں معلوم اس کی شامت اعمال۔ ابھی کب تک اُسے ذلیل و خوار کرے گی۔

۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی تاریخ مقرر کی۔ اور دوستوں دشمنوں میں اس نے شہرت دی۔ حتیٰ کہ وہ اسی پر مصر رہا کہ یہ واقعہ اسی رنگ میں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

کانے دجال کو جھوٹا ثابت کیا

اب جبکہ اس کے بعض دوستوں نے بھی اس کو شرمندہ کیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا۔ اس نے جو عذر بیان کیا ہے۔ وہ یہی نہیں کہ سراسر نامعقول اور ڈھٹائی پر مبنی ہے۔ بلکہ ایک سلیم الفطرت انسان بے اختیار کہہ اٹھیگا کہ ایسے عذرات کسی سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتے۔

مجھے پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا۔ کہ جناب مرزا حمید بیگ صاحب (جو غیر احمدی ہیں۔ اور فوج میں کپتان کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اور ہر طرح قابل اعتماد اور ذی عزت بزرگ ہیں) نے مرتد ڈاکٹر کو اس پیشگوئی کے غلط ہونے پر ملزم کیا تو جو جواب ڈاکٹر نے دیا وہ اس قابل ہے کہ اُسے دانشمند لوگوں کیلئے چھاپ دیا جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اخبار (بدر) دیکھ لو۔ میری خواب تو سچی نکلی۔ چنانچہ اخبار بدر میں لکھا ہے۔ کہ

"۱۱۔ جنوری کو ڈاکٹر جمع کئے گئے اور مولوی صاحب کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں اور کیا پتہ کہ مر گئے ہوں اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا لیا ہے۔"

مرتد ڈاکٹر نے اس میں جس دجل اور بیحیائی سے کام لیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ میں یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس میں اس نے ایڈیٹر بدر پر ضرور افترا کیا ہے۔ کانا دجال کہتا ہے کہ حضرت کو نعوذ باللہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے اور یہ بدر میں درج ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی شرافت اور غیرت باقی ہے۔ تو اخبار بدر کی تاریخ اور نمبر کا اعلان کرے [illegible] لکھا گیا ہو کہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں۔ میں نہیں سمجھتا اس قسم کی بے سروپا باتوں [illegible] سے اُسے کیا حاصل ہے؟ اس [illegible] کی جھوٹی باتیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی ہیں اور

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کی مصداق ہیں۔ اس [illegible] جو اظہار حماقت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

واقعہ وفات کو مرزائیوں نے چھپا لیا ہے

کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کا امام اور مطاع ہے۔ جس کی زندگی اور موت ایک کثیر مخلوق پر اثر رکھتی ہے اس کا واقعہ وفات مخفی رہ سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی قادیان جیسے گاؤں میں؟

میں مرتد ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کے پاس آکر کوئی شخص ایسی بات کرے۔ تو

وہ اسکے متعلق کیا رائے قائم کرے گا؟

ڈاکٹر کو یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاکھوں ہی دشمن ہیں۔ آریہ اس کے دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن۔ مسلمان اس کے دشمن! پھر اسقدر دشمنوں کی موجودگی میں یہ کارروائی ہو سکتی ہے؟ اور پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ اخفا ایکدن نہیں دو دن نہیں۔ اس پر دو ہفتے کے قریب گذر گئے۔ اور ابھی تک حقیقت نہ کھلی۔

میں جناب مرزا حمید بیگ صاحب کی خدمت ہی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر کو مجبور کریں اور اُسے قادیان میں لائیں۔ تاکہ وہ آکر دیکھے کہ

نور الدین زندہ ہے

جب وہ یہاں آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا تو اُسے اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ ہے

جو احمدی جماعت سے ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں تو (خاک بدہن) حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو چکا۔ مگر یہاں کرشمہ قدرت اسے کچھ اور نظر آئیگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ

وہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرے

غرض مرتد ڈاکٹر کے لئے اب ہر طرح سے ذلت کی مار پڑ رہی ہے اور اسے یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ

مسیلمہ کذاب صدیق کے ہاتھ پر ہلاک ہوا۔

اس قسم کے بیہودہ عذرات اب کام نہیں دے سکتے۔ اس کو صاف طور پر اس امر کا اقرار کر لینا چاہیئے کہ وہ شیاطین کے پنجہ میں اسیر ہے۔ اور اس کو صدق سے توبہ کرنی چاہیئے

ریاست پٹیالہ کے بعض اراکین کے متعلق جو خطرناک پیشگوئیاں اس نے کی ہیں عنقریب ان کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائیگی اور اُسے معلوم ہو جائیگا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟ میں آج [illegible] دربار پٹیالہ کو آگاہ کرتا ہوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے میر منشی سودی سبحان سنگھ صاحب کے خلاف ایک خطرناک پیشگوئی کی ہے۔ اور ان کا حق ہے کہ وہ اس کا جواب [illegible]

ایسا ہی بعض دوسرے امور متعلقہ ریاست پٹیالہ کے متعلق بھی ایسی باتیں بیان کی ہیں جو سٹیٹ سیکرٹ کی مد میں آتی ہیں۔ اور دربار کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے۔ مرتد ڈاکٹر اگر فی الواقعہ خدا تعالیٰ کے پاک الہام کی بنا پر پیشگوئیاں کرتا ہے اور انی من المرسلین اسکا سچا الہام ہے تو بلا خوف و خطر اسے چاہئیے کہ ان پیشگوئیوں کو شائع کرے جو ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں کے متعلق اس نے کی ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یہی امر اسکے [illegible] ادعی کے خلاف ہوگا۔ الغرض مرتد ڈاکٹر محض شوخی اور بیحیائی سے کام لے رہا ہے۔ اس نشان نے اس کو زندہ درگور کر دیا ہے مگر اس میں ذرا بھی حیا باقی ہے تو اسے فوراً توبہ کر لینی چاہیئے اور بے سروپا باتوں اور تخویف [illegible] کے طریقوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ راہ ترکستان ہے۔

میں تو ہمدردی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ابھی توبہ کرے۔ بہتری اسی میں ہے

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس نے بذریعہ الہام شائع کیا تھا کہ اگر مرزائی تمام جماعت اس کے ساتھ مباہلہ کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ لیکن وہ خوب جانتا ہے کہ جب مولوی محمد یمین صاحب نے مباہلہ کا اشتہار دیا تو کانا دجال ابھی کوٹھڑی سے باہر نہ آیا۔ کیا یہ ذلت اس کے لئے کافی نہیں؟ پھر اس نے اس راہ کو اختیار کیا۔ وہ یاد رکھے کہ اسکا یہ الہام اب بھی لعنتیں برسانے اور ارتداد سے باز نہ آئے تو سب تباہ ہو جاویں گے اسی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ ارتداد اسی نے کیا اور وہی لعنتیں برسانے کا عادی ہے۔

او! کانے دجال! خدا سے ڈر اور توبہ کر شوخی اور بیباکی کو چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ ہلاکت کی راہ [illegible] ہمارے پاس آ۔ اور دیکھ کہ کرشمہ قدرت کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ نور الدین تیرا ہمیشہ سے محسن ہے۔ اس نے جب کیا تیرے ساتھ احسان کیا۔ وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنیکا عادی ہے۔ تیری شوخیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے تجھے گلے لگانے کو تیار ہے۔ تو قدم اٹھا اور صدق ارادت سے آجا۔ دنیا ہیچ ہے۔ اور

تیری ناکامی نے بتا دیا ہے کہ تو ان دعاوی میں جھوٹا ہے۔ ہمیں تمہارے ساتھ قطعاً دشمنی نہیں تیری ذات اور شخصیت کے ہم دلی خیر خواہ ہیں۔ ہاں تیری ملہمانہ پردازیاں بیہودہ ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے تو شرمندہ ہو رہا ہے۔ سوچ اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ایوانِ خلافت

تازہ ترین واقعات

ایوان خلافت کے متعلق ہی اخبار میں دوسری جگہ لکھا جاچکا ہے۔ لیکن جبکہ اخبار ۲۲ جنوری کو لیٹ ہو گیا۔ اور وہ بھی ایوان خلافت کے لیئن تازہ ترین واقعات کی وجہ سے۔ تو ۲۲۔ کی شام کو ۹ بجے رات اور اس کے قریب کے واقعات اور ارشادات جو میرے محترم بھائیوں مولوی فضل دین صاحب اور شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ نے قلمبند کئے مجھے حسن اتفاق سے مل گئے۔ میں نے ان کی اشاعت ضروری سمجھی۔ اور علاوہ بریں حضرت امیر المؤمنین نے مجھے مرتد ڈاکٹر کے متعلق اس تازہ خط پر جو سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ نے لکھا ہے کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام تازہ ارشادات کو بھی اسی میں شایع کردوں۔ اور اس طرح یہ پرچہ نہایت خوش آیند دیر ہے۔ اگلا اخبار ۳۱ جنوری کو انشاء اللہ شایع ہوگا۔

حضرت کی طبیعت اب بہت رو بصحت ہے۔ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ مکرمی مولوی فضل دین صاحب نے جن ارشادات کو قلمبند فرمایا ہے۔ وہ میری موجودگی میں ہی آپ نے فرمائے حضرت کو نہایت اطمینان اور سکینت حاصل ہے اور جس استقلال کے ساتھ آپ نے رضا بالقضا کا نمونہ دکھایا اور صبر سے کام لیا ہے وہ

الاستقامت فوق الکرامت

کے مصداق ہے۔ میں نے لاہوری دوستوں کو ارشاد کے ضمن میں جو رائے وصیت کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت نے آپ اس کے متعلق وہی رائے ظاہر کردی۔ ورنہ اس سے کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

شیخ محمد تیمور صاحب کو کہ انہوں نے حضرت کے کلمات طیبات کو احمدی پبلک تک پہنچانے میں مجھے مدد دی۔ اب میں ان تحریروں کو بہ ستر رہنا ب دیتا ہوں۔ حضرت کی طبیعت الحمدللہ بہت اچھی ہے۔ رو بصحت ہے۔

بوقت شام مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۴ء (جبکہ حضور کی طبیعت اچھی تھی) (نوشتہ مولوی فضل دین صاحب) میں نے عرض کیا۔ کہ حضور پٹیالہ سے غلام مرتضیٰ کا خط آیا ہے۔ کہ مرزا ... بیگ (غیر احمدی) جو فوج میں کپتان ہیں۔ ان کو ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے پاس بھیجا تھا۔ کہ اس سے وہ دریافت کریں۔ کہ ۱۱۔ جنوری والی پیشگوئی کیا ہوئی۔ او تکو عبدالحکیم نے کہا ہے کہ اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا رکھا ہے۔ فرمایا پھر اس کا جو خط آیا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھاپا۔ عرض کیا کہ حضور کا اس پر کچھ ارشاد ہو۔ تو شایع کردیا جاوے۔ فرمایا ان کو لکھنا چاہیئے۔ کہ اگر تمہاری پیشگوئی پوری ہو گئی تو تم سچے ہو۔ تو خود ہی آکر دیکھ جاؤ۔ پھر فرمایا۔ اچھا ہے اگر اس کی پیشگوئی (الحسنے) ایک ہو کر دیکھ جاوے۔ کہ مرزا ... ۔ تو ... دیا ہے۔ اور وہ صحیح ہیں۔

اور فرمایا کہ اور نہیں تو ڈاکٹر ہڈ صاحب جو یہاں سے ہو گئے ہیں۔ لاہور میں آکر انہیں سے دریافت کرلے۔

پھر فرمایا اصل میں اس کو جنون ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور ایک طرف یہ بھی وہ کہتا ہے اصل تو یہی ہے کہ میری پیشگوئی کیمطابق مولوی نور الدین صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اور اگر نہیں مرے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ اے خدا اس مسکین کو بچالے۔ مگر دوسری طرف پٹیالہ میں بابو عبدالحمید صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ میں۔ دعا کرتا ہوں کہ اس سادہ لوح کو خدا دنیا سے اٹھالے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بد دعائیں ہی میرے لئے کرتا ہے اس نے دعائیں کیا کرنی ہیں۔ میں نے کہا حضور یہ کہتا ہے کہ مرزائیوں کی ہر بات میں افترا ہی ہوتا ہے ایسا ہی یہ بھی افترا ہے کہ مولوی صاحب زندہ ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں اور خود یہ افترا کرتا ہے کہ ۱۱۔ جنوری کو بتاتا ہے کہ حضور کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ دراصل اسکی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور اسباب کو ہم نے چھپا رکھا ہے شیخ یعقوب علی صاحب کو فرمایا کہ کل کا پرچہ اخبار جو نکلتا ہے۔ اس میں اس کے متعلق کچھ مضمون لکھدو۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور بہتر لکھدونگا۔ (فضل دین)

۲۲ جنوری ۱۹۱۴ء ۹ بجے رات۔ شیخ تیمور صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو چند کلمات ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو رخصت کرتے وقت فرمائے تھے ان کی نسبت کچھ شور ہوا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ حضور کی یہی وصیت ہے۔ اس کا بھی چرچا ہے فرمایا کہ لوگ تو یہ سمجھتے ہیں یہ تو کچھ ضروری باتیں تھیں۔ جو ڈاکٹر صاحب کو میں نے کہی تھیں۔ مصیبت کے وقت انسان کے اندرونی حالات کا پتہ لگ جاتا ہے اور میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے دل میں ہوتا ہے فرمایا میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ یہ جو اس وقت کہی ہے یا جو کسی وقت کہی ہے کوئی باہم متخالف نہیں۔ شیخ تیمور نے اپنی ...... حضرت کی اس تقریر کی تصدیق کی۔ کہ میں نے دیکھا کہ جو باتیں حضور تندرستی میں فرماتے ہیں وہی شدت کرب میں نکلتی ہے۔ پھر آپ اپنی بیماری کے متعلق کچھ باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ دوائی جو ہونٹوں پر لگائی تھی وہ زبان پر لگ گئی ... جس سے زبان پر خراش ہوئی ہے۔ مولوی قطب الدین ... ایک دوائی بنائی تھی۔ وہ منگائی۔

اسی اثناء میں شیخ تیمور نے ذکر کیا۔ کہ اگرچہ حضور کی بیماری کے ایام میں میں تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا۔ مگر پھر بھی حضور کی مجالست ... اور حضور کی باتیں جو بعض وقت فرماتے ہیں ... مجھے ایمانی اور علمی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور مجھے اتنا ہی فائدہ ہوا ہے جتنا حضور کی تندرستی کے ایام میں مجھے ہوتا تھا۔ فرمایا شکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مخلوق کی نفع رسانی کے لئے کیسا جوش اور شوق رکھتے ہیں۔ پھر شیخ تیمور نے عرض کیا۔ کہ حضور کی بیماری سے بہت لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگ گئے ہیں۔ اور ایک تجربہ کی بات موقعہ مل گیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ بہت سی باتیں جو دلائل سے سمجھائی گئی ہیں۔ الحمدللہ وہ حضور کے عمل کو دیکھکر سمجھ آگئیں۔ فرمایا اب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی طبیعت پر تو بیچند کچھ ہوتا ہے ... ۲۳۔ کی صبح کی طبیعت اور بھی اچھی ہے اور صحت خدا کے فضل کر عود کر رہی ہے۔ للہ الحمد۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کے اس ذکر کے متعلق بھی امور خاکسار ایڈیٹر ... بھی فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری اور اس ضعف کو دیکھ کر دل میں بڑا رنج اور کوفت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بڑا ہی خوش کن ہے کہ اس کے ذریعہ عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور جسقدر آپ کی تکلیف کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اسی قدر اس نشان کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ فرمایا اگر یہ بڑا نشان نہ تھا۔ تو حضرت صاحب کو اتنا عرصہ پہلے کیوں دکھایا گیا۔ یہ اس ایمان کا ثبوت ہے۔ جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اور آپ کے نشانات کی کسقدر عظمت آپ کے دل میں ہے۔

فرمایا عجیب عجیب مضامین اس بیماری میں سوجھائے گئے ہیں موقعہ ملیگا اور خدا چاہیگا تو بیان کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بڑی امیدیں ہیں۔ فرمایا فضل ہی تو ہے۔

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لے آئے اور ان سے بیماری کا کچھ ذکر کرتے رہے۔ اسی اثناء میں میاں دین محمد المعروف لنگا نے آکر سلام علیکم کہا بڑی خوشی سے جواب دیا۔ اور اسی وقت شیخ تیمور کو حکم دیا کہ ان کو ایک روپیہ دیدو۔

میاں دین محمد حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص خادم میاں ... کا بیٹا ہے۔ اور حضرت ہمیشہ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ حضرت کی عادت ہے کہ بدوں سوال ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ غرض حضرت نے فوراً اس کی مدد کی۔ اس کے بعد اس نے ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ اپنے نکاح کیلئے ایک رشتہ کی تلاش کیلئے جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا۔ ضرور جاؤ ہم کچھ روپیہ دینگے اور مدد کریں گے۔

میں نے ذکر کیا کہ شیخ ہاشم علی صاحب نے مرتد ڈاکٹر کے جواب میں ... جرأت کی ہے فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اور دعا یہ کلمات ...

کے ایسے قابل جنرل کو خلیفہ ثانی رضہ نے محض بنظر عدالت دوسلین معزول کردیا۔ الفاروق ملاحظہ ہو۔ کہ کیا کیا انتظامات جوڈیشنل ملٹری آپنے مرتب کئے۔ رات کو گشت کے واسطے نکلتے تھے۔ بذات خاص ہر معاملہ میں حصہ لیتے تھے۔

آن حضرت روحی فداہ نے خود قریب زمانہ وصال لوگوں سے عفو تقصیرات چاہی۔ اور ایثار و خیرات وچندہ مہمات اسلامی میں صحابہ کرام کی مثالیں قابل فخر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے کل مال اپنا خدمت قومی میں صرف کیا۔ پرائیویٹ کیرکٹر میں جس سادگی آزادی وانکسار سے اسلامی بزرگوں نے زندگی بسر کی وہ عالم پر روشن ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ جنگل سے لکڑیاں لاتے تھے۔ اور بیچکر مصارف ذاتی میں صرف کرتے تھے۔ بہت اصرار کے بعد بیت المال سے اپنا خرچ مقرر کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر شاہ ٹوپیاں بیچکر گزر کرتا تھا۔

(باقی آئندہ)

محمد انور علی فاروقی، بی اے (رکین)

مسلمان توجہ کریں

کچھ عرصہ گذرتا ہے میں نے الحکم میں جنرل بوتھ بانی مکتی فوج کی اس تجویز پر مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ جو انہوں نے جرائم پیشہ اقوام کی علیحدہ بستیاں بنانیکے رنگ میں کی ہے اور انکی اصلاح کا نام دیکر انہیں عیسائی بنانا چاہا ہے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اس پر بہت ہی کم توجہ کی مجھے جنرل بوتھ سے (جو مکتی فوج کے لیڈر ہیں) لاہور میں ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے بتایا کہ وہ لاہور کے قریب ڈیرہ نیو اور ممالک متحدہ میں بہت پورے آباد کرنیوالے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں وہ اپنا کام جسطرح چاہیں کریں۔ مگر مسلمانوں کے لئے یہ امر قابل شرم ہے کہ ایک ادنی سی تحریک پر بہت سے لوگ عیسائی ہوجائیں گے۔ میں نے اس وقت یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر مسلمان ایسی بستیاں بسانا چاہیں گے تو گورنمنٹ ان کو آبادی کے لئے زمین اور دوسری رعائتیں دینے کے لئے تیار ہوگی۔ اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی ہے کہ ممالک متحدہ کی قانونی کونسل میں آنریبل راجکمار دیبان پال سنگ کے سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے اس معاملہ کو صاف کردیا ہے کہ اگر ہندوستان کی دوسری سوسائٹیاں اور فرقے بھی غیر مہذب اقوام کی اصلاح کرنا اور ان کے ذریعہ صنعت و حرفت کو ترقی دینا چاہیں۔ تو گورنمنٹ ان کو بھی مدد دیگی۔ اسکے بعد بھی اگر مسلمان خاموش رہیں تو ان پر سخت افسوس ہوگا۔ میری دانست میں صدر انجمن احمدیہ کو مناسب ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے ہاتھ میں لے اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت۔ جو مچھی وارہ۔ بلاق۔ وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ ایک قطعہ زمین لیکر آباد کرے۔ اور انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے۔ اگر اس موقعہ کو مسلمانوں نے ہاتھ سے دیدیا تو یاد رکھیں کہ آریہ لوگ عیسائیوں کے بعد دوسری قوم ہوں گے جو ہاتھ ماریں گے۔ اس تجویز کو سرسری نظر سے مت دیکھو اور مت خیال کرو کہ اس میں بہ اور وہ مشکل ہے۔ توکلاً علی اللہ کام شروع کرنا چاہیئے۔ اور موقعہ کو ہاتھ سے دینا سخت خطرناک ہوگا۔ اور مسلمان اللہ تعالے کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھہریں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی خاص انجمن اس کام کو نہیں کرسکتی تو مسلمانوں کی کئی انجمنیں باہم ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ مجھے مکتی فوج کے کسی افسر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وہ اس سکیم کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ضلع میں جو کام انہوں نے جاری کیا ہے اس میں انہیں کامیابی ہورہی ہے۔ کامیابی سے مراد انکی اصطلاح میں عیسائی بنانا ہی ہوا کرتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں مسلمانوں کو بہت جلد بیدار ہوجانا چاہیئے۔ میں نے یہ تحریک بھی کی تھی۔ کہ بعض خانہ بدوش اقوام مسلمان ہیں لیکن وہ اسلام کے اصولوں سے محض ناواقف ہیں کیا اس سوال کی بھی ضرورت ہے کہ انہیں تعلیم الاسلام کیلئے خاص واعظ مقرر کرنے چاہئیں۔ جو دن رات ان میں رہیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو گری ہوئی قوموں کو اٹھانے کی بہت بڑی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس کی نظیریں موجود ہیں۔ افریقہ کے وحشی تک اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر بہت بڑی ترقی کرچکے ہیں۔ اور وہ تمام عیوب ان سے چھوٹ گئے ہیں۔ جن میں وہ مبتلا تھے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان قوموں میں تبلیغ مفید نہ ہو۔ مفید ہوگی انشاءاللہ ضرور ہوگی۔ ہاں ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو دردمند دل لیکر اٹھیں۔ اور انہیں حق پہونچائیں۔

(ایڈیٹر)

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا روح حیات فروخت ہو چکا ہے [illegible] مجرب ادویات کا مجموعہ اشتہار [illegible] استعمال کیا ہے۔ وہ تمام [illegible] اور مشہور علیہ نتائج سے محروم رہا ہے [illegible] روح حیات کیا چیز ہے [illegible]

[illegible] جناب ڈاکٹر [illegible] ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ و ہفتم اور گورنمنٹ [illegible] وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر [illegible] اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا دیتی ہے [illegible] خون صالح بکثرت پیدا کرکے [illegible] ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین ڈاکٹروں [illegible] میڈیکل کالج [illegible] سلطنت [illegible] استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی ۸۸۳ روپے روح حیات کی [illegible] انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے [illegible] کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات [illegible]

[illegible] روح حیات تریاق کا مل [illegible] امراض جو کثرت نوا حیات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو جاتے ہیں [illegible] ضعف مثانہ، جریان، سرعت، رقت، ضعف اعصاب، ضعف معدہ، ضعف دماغ، ضعف جگر [illegible] بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیکھانی ہو [illegible] بزدلوں کو جوانمرد، جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا [illegible] شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ بجائے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ [illegible] شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن جانفزا [illegible] موجود ہے جو [illegible] استعمال سے مردہ اعضاء کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی [illegible] طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن جانفزا شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (۴/۴) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (۲/۲)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر [illegible] کارخانہ عام لاہور سے طلب کریں + —

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے ذرہ مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ پہلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ بنا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ/ طلاء طلسمی ہیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ عہ/ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/ سلیمانی منجن دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا [illegible] [illegible] کو ہر ابدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی [illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ [illegible] دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تنگ آگئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجیے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی (۱۴/) محصولڈاک دو شیشی ۸/

قیمت چھوٹی شیشی (۸/) محصولڈاک دو شیشی ۶/

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴/) محصولڈاک ایک سے تین تک ۵/ بارہ ڈبیہ ۲/

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۱۵۵ و ۱۶۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

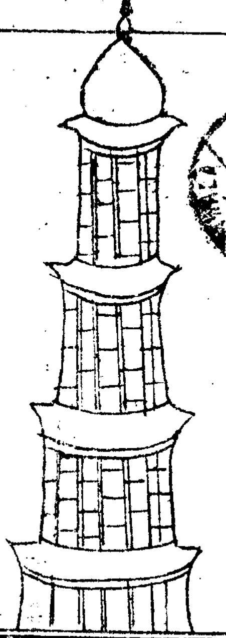
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۵ نمبر ۳

۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء

الحکم

قادیان دارالامان



دوا بھی شفا بھی غرض دارالامان ہے

چہ گویم با تو گرآئی چہ دار قادیان ہے

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک اڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کو کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں"

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور - ہدایت - اور شفا** - ہدیہ فی پارہ صرف (ایک روپیہ) عہ

نوٹ :- ساتوں پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عہ) معہ محصولڈاک۔

درخواست کرنے پر دفتر الحکم قادیان سے مل سکتے ہیں فورًا منگاؤ اور نفع دارین حاصل کرو